UNIVERSAL LIBRARY
OU_226552
UNIVERSAL LIBRARY

تلک حدود اللہ فلا تعتدوہا ومن یتعد حدود اللہ فاولٰئک ہم الظٰلمون

خانہ داری

کا

پہلا حصہ

موسوم بہ

ہدایۃ الزوجین

مؤلفہ

ہرہائنس نواب سلطان جہان بیگم صاحبہ تاج ہند جی، سی، ایس، آئی
و جی، سی، آئی، ای، فرمان روائے بھوپال دام اقبالہا،

جو

مطبع سلطانی [illegible] باہتمام مولوی ابو محمد عبداللہ [illegible] طبع ہوا

۱۳۳۳ھ

۱۹۱۵ء

تلک حدود اللہ فلا تعتدوھا ومن یتعد حدود اللہ فاولئک ھم الظالمون

خانہ داری

کا

پہلا حصہ

موسوم بہ

ہدایۃ الزوجین

مؤلفہ

ہرہائنس نواب سلطان جہان بیگم صاحبہ تاج ہند جی، سی، ایس، آئی،
وجی، سی، آئی، ای، فرمان روائے بھوپال دام اقبالہا،

جو

سنہ ١٣٣٣ھ
١٩١٥ء

[illegible]

فہرست مضامین ہدیۃ الزوجین

نمبر شمار	نام مضمون	صفحات
۱	۲	۳
۱	دیباچہ	۱—۶
۲	تمہید	۷—۱۴
۳	نکاح	۱۵—۱۶
۴	تعدد ازواج	۱۶—۲۷
۵	حقوق الزوجین	۲۸—۳۶
	(الف) حقوق زوجہ	۲۸
	(۱) مہر	۲۸—۳۲
	(۲) نان نفقہ	۳۲—۳۶
	(۳) حسن سلوک	۳۶
	(۴) تعلیم مسائل دینی	۳۶
	(ب) حقوق شوہر	۳۶
۶	اختیارات زوجین	۳۷—۴۱
	(الف) اختیارات زوجہ	۳۷—۴۱
	(ب) اختیارات شوہر	۴۱
۷	باہمی اخلاص و محبت	۴۲—۴۹
۸	زوجین میں تفریق	۵۰—۶۶
	(۱) وفات	۵۰
	(۲) طلاق	۵۰—۵۸
	(۳) خلع	۵۹—۶۱
	(۴) ایلاء	۶۲
	(۵) ظہار	۶۲—۶۴
	(۶) لعان	۶۴—۶۶
۹	عدّت	۶۷—۶۹
۱۰	ترکہ	۷۰—۷۳
۱۱	ذوی القربیٰ	۷۳—۸۱

دیباچہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

دنیا کی روز افزون ترقیون نے جس طرح ہر چیز پر اثر ڈالا ہے اُسی طرح معاشرت اور خانہ داری مین بھی وہی اثر نمایان ہے ہندوستان بھی اس سے متاثر ہوے بغیر نہ رہ سکا اور جدید تعلیم و تمدن کے ساتھ لازمی طور پر معاشرت اور خانہ داری مین بھی تغیرات پیدا ہونے تھے اور وہ ہوے جو ہر طبقہ اور درجہ مین بدیہی طور پر نظر آتے ہین، لیکن ترقی پذیر اور تعلیم یافتہ ملکون مین جہان ہر چیز کو ایک فن بنا لیا گیا ہے وہان خانہ داری اور معاشرت کے اصول و ضوابط بھی معتدر رہ کر ایک فن کے تحت مین داخل کر لئے گئے ہین، میری نظر سے اِس فن کے متعلق بہت سی انگریزی کتابین گذری ہین اور حیرت ہوتی ہے کہ انگلستان کے مصنفین اور فضلا، سائینس، فلسفہ، منطق اور ایجادات اور مثل اِن کے دیگر علوم و فنون تک ہی اپنی توجہ مبذول نہین رکھتے

بلکہ معاشرت اور خانہ داری کے متعلق بھی کیسے کیسے نکتون کو صفحات کاغذ پر لاتے ہین جسکا نتیجہ ہم سب یہ دیکھتے ہین کہ خانہ داری کی تمیز اور سلیقہ اس قوم مین کیسی ترقی پر ھے ، برخلاف ان کے اگرچہ انگریزی حکومت کی برکات نے ہماری قوم اور ہمارے ملک مین بھی بہت سے قابل دل اور دماغ پیدا کر دیے ہین جو اپنی قابلیتون سے ملک و قوم کو مادی نفع پہونچا سکتے ہین لیکن کسی کو اس طرف توجہ نہین ہوتی جس سے روز بروز اسلامی طریق معاشرت اور سلیقہ مین تنزل ہوتا جاتا ھے ، اگر یہ کہا جاے کہ مسلمانون مین سلیقۂ معاشرت وخانہ داری نہ تھا تو بالکل غلط ہے ، بات یہ ہے کہ ہمارے مورخین نے ہمارے اسلاف کی خانگی معاشرت و طریق زندگی کے بیان کرنے کی تکلیف نہین اُٹھائی ، یہی وجہ ہے کہ اس بات کا بالکل پتہ نہین ملتا کہ اسلاف کا کیا طریق تھا کیسی معاشرت تھی اور کس قسم کا سلیقہ تھا ، اگر پہلے مورخین اس مبحث پر کتابین لکھتے یا اب بھی جو کچھ عربی ، ترکی اور فارسی کتابون مین متفرق طور سے مذکور ہے اُن کو یکجا کر لیا جاتا تو ہماری مسلمان عورتون کی معاشرت اور سلیقہ کے متعلق بہت سی کتابین مہیا ہو جاتین جن سے ان باتون کی اصلاح و ترقی مین بڑی مدد ملتی اور ہم خود اپنے ایک قومی سلیقہ اور تہذیب و معاشرت کے مالک ہوتے

دور کیون جائین اس زمانہ مین بھی زمانہ قدیم کی تصاویر موجود ہین جنکے
وجود سے صرف ایک طرز لباس ہی کے متعلق ایک بڑی حد تک تقیت
حاصل ہوتی ہے ، اگر ہماری تمام زندگی کا مرقع اوراق پر موجود ہوتا تو
ہم کو آج کیسی مدد ملتی ، مجھکو اکثر تصاویر قدیم دیکھکر یہ خیال پیدا ہوا ہے
کہ اول عرب و عجم اور یورپ بلکہ ہندوستان تک کا لباس بظاہر
یکسان تھا ، پھر رفتہ رفتہ اُس مین تراش و خراش ہوئی اور ہر ایک کا
طرز لباس علحدہ علحدہ ہو گیا ۔

ایسے اختراعات مین یورپ نے بہت ترقی کی ہے تاہم ایک
ہی نظر کے دیکھنے سے معلوم ہو سکتا ہے کہ یورپ کے لباس کو ہمارے
ہندوستان کے قدیم و جدید لباس سے کس قدر مشابہت ہے بند دانی
لہنگا اور کلیون دار بیگماتی پاجامہ اور پشواز کے ساتھ سایہ اور گون کو
رکھکر دیکھو کہ یہ لباس ایک دوسرے سے کس قدر ملتا جلتا ہے ، مگر
ہمارے یہان یا تو لکیر کے فقیر رہ کر زندگی بسر کرنا جانتے ہین یا جدید
چیزون کی ایسی تقلید کرتے ہین کہ بالکل اُسی رنگ مین رنگ جاتے ہین
اُن مین خود جدت اور ایجاد و اختراع کا مادہ نام کو بھی نہین رہا ،
جدید وضع یا یوروپین لباس کی جو تقلید اس وقت ہندوستانی کر رہے ہین
وہ روز روشن کی طرح ظاہر ہے اور اب یہی تقلید معاشرت خانہ داری

مین بھی شروع ہوگئی ہے اور اس مین شک نہین کہ مسلمانون یا ہندوستانیونکی تمدنی اور اقتصادی حالت ہرگز اس کے لئے موزون نہین ہے اور مجھے خوف ہے کہ مسلمان ہی اس سے بہت زیادہ نقصان اُٹھائین گے ، کاش ہمارے طرز معاشرت اور سلیقہ خانہ داری کی کوئی تاریخ ہمارے پاس ہوتی اور ایسی معلومات مہیا ہوتین جن سے ہم کو اپنے اسلاف کا نمونہ معلوم ہوتا تو ہم اس تقلید یا قدامت پرستی سے محفوظ رہتے یقیناً ہمارے پاس سب کچھہ موجود تھا لیکن افسوس کہ ہمارے مورخین و مصنفین کے تساہل کے سبب سے سب کچھہ کھو یا گیا ، مین جب انگریزی مین اس قسم کی کتابون کو دیکھتی ہون تو اُس وقت میری یہ حسرت بہت بڑھ جاتی ہے ، ان ہی کتابون کے سلسلہ مین میری نظر سے ایک کتاب گذری جس کا نام "بک آف دی ہوم" ہے ، جو ٦ جلدون مین شائع کی گئی ہے ، اور قریباً دو ھزار صفحہ ہین ، اس کتاب مین کسی بات کو جو خانہ داری کے متعلق ہو خواہ وہ کیسی ہی جزئیات مین کیون نہ داخل ہو نہین چھوڑا گیا ، مین نے اسکا ترجمہ کرایا اور پھر ترجمہ کو بالاستیعاب دیکھا ، جون جون مین ترجمہ دیکھتی تھی میرا شوق بڑھتا جاتا تھا اور بے اختیار دل چاہتا تھا کہ ایسی ہی کتاب اردو مین بھی ہو جس سے اردو دان خواتین فائدہ حاصل کرسکین لیکن اس کام کو مین نے اپنی طاقت سے

باہر پایا کیونکہ مجھے اپنے فرائض حکومت سے جو احکم الحاکمین کی طرف سے میرے ذمہ عائد کئے گئے ہین اتنی فرصت ملنی دشوار کہ مین اپنی توجہ ایسی تصنیف و تالیف کی طرف مبذول کرکے نئے نئے اصول قائم کرون مگر چونکہ مین نے اس امر کو بھی اپنا قومی اور ملکی فرض سمجھا ھے کہ جب تک مجھے ذرا بھی فرصت ملے کچھہ نہ کچھہ ملک و قوم کے لئے اور خصوصاً خواتین کے لئے اپنا وقت صرف کرون ، اس بنا پر مین نے "بک آف دی ہوم" اور مثل اُسکے دوسری کتابون کو پیش نظر رکھکر اس کام کو شروع کردیا ھے مجھے امید ھے کہ اس سے خواتین فائدہ حاصل کرین گی اور قابل ذی علم اصحاب کے لئے یہ کتاب ایک نمونہ ہوگی کہ وہ اس قسم کی تصنیفات و تالیفات مین مصروف ہون اور اس سے بہتر و مکمل چیز ملک و قوم کے سامنے پیش کرین ۔

یہ کتاب سلسلہ وار کئی حصون مین شائع ہوگی اور ہر ایک حصہ مین ضروریات خانہ داری کے مختلف عنوان ہون گے لیکن چونکہ خانہ داری و معاشرت کی ابتدا اُن تعلقات سے قائم ہوتی ھے جو زن و شوہر کے مابین ہوتے ہین اس لئے پہلا حصہ **ہدیۃ الزوجین** کے نام سے شائع کرتی ہون جس مین وہ تمام امور درج ہین جو از روے شرع شریف قائم ہین اور ظاہر ہے کہ ان شرعی اصول سے کسی صورت مین بھی کوئی تجاوز

اصول جبنکو انسان قائم کرین بہتر نہین ہو سکتے ، جا بجا جہان جہان ضرورت تھی نافذ الوقت قوانین سے بھی جو زن و شوہر کے حقوق و نزاعات سے متعلق ہین استفادہ حاصل کیا گیا ھے ، مجھے اس حصہ کی ترتیب مین اپنی خلد مکان والدۂ ماجدہ **نواب شاہجہان بیگم صاحبہ** تاج ہند رئیس دلاور اعظم طبقہ اعلاے ستارۂ ہند کی کتاب " تہذیب النسوان و تربیت الانسان " اور شمس العلما مولوی نذیر احمد صاحب مرحوم کی کتاب " الحقوق والفرائض " سے بہت مدد ملی ھے جن کی روحون کے لئے مین دعا کرتی ہون اور امید کرتی ہون کہ جو خواتین اس کتاب کو پڑہین گی وہ بھی مجھے اور انھین دُعاے خیر سے یاد کرین گی ۔

سلطان جہان بیگم

تمہید

خداوند کریم نے انسان کی بُنیاد معاشرت مرد اور عورت کے اجتماع و ارتباط پر قائم کی ہے اور اُسکی ابتدا اُسی وقت سے ہوئی جب انسان کا پہلا جوڑا (آدم وحوا علیہما السلام) دنیا مین اترا اور اُس وقت تک اِس معاشرت کا سلسلہ قائم رہے گا جب تک کہ انسان کا ایک جوڑا بھی دنیا مین باقی نظر آئے گا، پس ضرور تھا کہ اس معاشرت کے لئے کچھ اصول وقواعد بھی ہون جن سے اُن کے اجتماع مین باقاعدگی اور اُن کے اتحاد وارتباط کے رشتہ مین مضبوطی ہو چنانچہ قرآن مجید مین خالق برتر نے اُن اصول وقواعد کو بہت اچھی طرح بیان کیا ھے، ہمارے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی احادیث مین اور بھی وضاحت کے ساتھ تذکرہ فرمادیا ھے، یہ وہ اصول وقواعد ہین کہ اگر انسان اُنکو ملحوظ رکھے اور اُن پر عمل کرے تو وہ اپنی معاشرت کو بہترین معاشرت بناکر اُن سے حقیقی مسرت حاصل کرسکتا ھے، مگر قبل اسکے کہ اُن احکام معاشرت کو بیان کیا جاے

یہ امر ضروری ہے کہ عورت اور مرد کی اُن مشترک اور مخصوص حیثیتون کو وضاحت کے ساتھ بیان کر دیا جائے جو مذہباً اُن کو حاصل ہین تاکہ معلوم ہو جائے کہ اسلام نے بجز اس فطری امتیاز کے جو مرد اور عورت کی خلقت جسمانی کے لحاظ سے ضروری ہے اور کوئی امتیاز ایسا نہین رکھا جس سے عورت کی تحقیر ہوتی ہو۔

سورۂ احزاب مین جس جگہہ گناہون کی معافی اور اجر کا ذکر ہے وہان مرد اور عورت کا ساتھ ساتھ ذکر کیا گیا ہے۔

اِنَّ الْمُسْلِمِيْنَ وَالْمُسْلِمَاتِ وَالْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَالْقَانِتِيْنَ وَالْقَانِتَاتِ وَالصَّادِقِيْنَ وَالصَّادِقَاتِ وَالصَّابِرِيْنَ وَالصَّابِرَاتِ وَالْخَاشِعِيْنَ وَالْخَاشِعَاتِ وَالْمُتَصَدِّقِيْنَ وَالْمُتَصَدِّقَاتِ وَالصَّائِمِيْنَ وَالصَّائِمَاتِ وَالْحَافِظِيْنَ فُرُوْجَهُمْ وَالْحَافِظَاتِ وَالذَّاكِرِيْنَ اللّٰهَ كَثِيْرًا وَّالذَّاكِرَاتِ اَعَدَّ اللّٰهُ لَهُمْ مَّغْفِرَةً وَّاَجْرًا عَظِيْمًا

بیشک مسلمان مرد اور مسلمان عورتین اور ایمان والے مرد اور ایمان والی عورتین اور فرمانبردار مرد اور فرمانبردار عورتین اور راستگو مرد اور راستگو عورتین اور صبر کرنیوالے مرد اور صبر کرنیوالی عورتین اور خاکساری کرنیوالے مرد اور خاکساری کرنیوالی عورتین اور خیرات کرنیوالے مرد اور خیرات کرنیوالی عورتین، اور روزہ رکھنے والے مرد اور روزہ رکھنیوالی عورتین اور اپنی شرمگاہ کی حفاظت کرنیوالے مرد اور حفاظت کرنیوالی عورتین اور کثرت سے خدا کو یاد کرنیوالے مرد اور یاد کرنیوالی عورتین ان سب کے لیے اللہ نے ان کے گناہون کی معافی تیار کر رکھی ہے اور بڑا اجر +

نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ اور دیگر فرائض بجز ان فرائض کے جن سے فطرتاً عورت بوجہ ضعف و نزاکت خلقت کے سبکدوش کی گئی ہو

جس طرح مردون پر عائد کئے گئے ہین اُسی طرح عورتون پر بھی، اور جس طرح اُن کا ثواب مردون کے لئے موعود معین ہے اُسی طرح عورتون کے لئے بھی، جو حدود مردون کے لئے ہین وہی عورتون کے واسطے بھی، البتہ بعض حدود ایسی ہین جن مین عورت کا خلقی لحاظ کر کے بہ نسبت مرد کے تخفیف رکھی گئی ہے، ترک فرائض کی سزا مین بھی دونون شریک ہین، گناہون کے متعلق جو وعیدین ہین اُن مین بھی دونون کے لئے مساوات ہے چنانچہ احکام میراث سُن کر مردون نے یہ خیال ظاہر کیا کہ جس طرح ہم کو بہ نسبت عورتون کے ترکہ مین المضاعف حصہ دلایا گیا ہے تو اعمال کا ثواب بھی دونا ہوگا" عورتون نے بھی مقابلہ مین کہا کہ "جیسے ہم کو بہ نسبت مردون کے میراث مین نصف حصہ تجویز ہوا ہے تو بُرے اعمال کی سزا بھی آدھی ہوگی" اس پر یہ آیت نازل ہوئی کہ ثواب اعمال اور عذاب معاصی بہ اعتبار خصوصیات صنفی کے نہین ہے وہ تو اپنے اعمال کی بنا پر ہے جو کوئی جیسا کرے گا ویسا بھرے گا

لِلرِّجَالِ نَصِيبٌ مِّمَّا اكْتَسَبُوا وَلِلنِّسَاءِ نَصِيبٌ مِّمَّا اكْتَسَبْنَ وَاسْأَلُوا اللَّهَ مِن فَضْلِهِ إِنَّ اللَّهَ كَانَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمًا ۝	مردون نے جیسے عمل کیے ہون اُنکے لیے اُنکا حصہ اور عورتون نے جو کچھ عمل کیے ہون اُنکے لیے اُنکا حصہ ہی۔ اور ہر وقت اللہ سے اُسکا فضل مانگتے رہو اللہ ہر چیز سے واقف ہے +

مرد اور عورتون کے عام حقوق مین جو برابری ہے وہ اس آیت سے صاف ظاہر ہے

وَلَهُنَّ مِثْلُ الَّذِي عَلَيْهِنَّ بِالْمَعْرُوفِ وَلِلرِّجَالِ عَلَيْهِنَّ دَرَجَةٌ وَاللَّهُ عَزِيزٌ حَكِيمٌ

اور جیسے مردون کا حق عورتون پر ویسے ہی دستور کے مطابق عورتون کا حق مردون پر ہان مردون کو عورتون پہ فوقیت ہی اور اللہ غالب اور حکمت والا ہے ۔

اس آیت مین مردون کو عورتون پر جو فوقیت دی گئی ہے وہ مساوات حقوق کے منافی نہین ، یہ ظاہر ہے کہ نظام عالم کی ترتیب و قیام کے لئے ایسی فوقیت ایک ضروری چیز ہے ، درجون کا امتیاز اگر اُٹھا دیا جاے تو ایک دن بھی دنیا امن کے ساتھ قائم نہین رہ سکتی اور نہ کوئی کام چل سکتا ہے ، عورت مرد مین ہی یہ درجہ بندی نہین ہے ، بلکہ ہر چیز مین درجہ بندی نظر آتی ہے حتی کہ ان مین سے ہر ایک جنس مین بھی تفاوت درجات ہے کوئی امیر ہے ، کوئی غریب ، لیکن قدرت نے ان دونون کو ایسا مربوط کر دیا ہے کہ ایک دوسرے کا محتاج ہے دنیا مین خواہ کیسے ہی آزادانہ خیالات رکھنے والے ہون تمام انسانون کو برابر نہین کر سکتے لیکن مساوات کا جو اصل مقصود ہے اور جو عین مقتضاے فطرت ہے وہ باوجود امتیاز مراتب بھی قائم رہتا ہے اور رہنا بھی چاہئے اور اسی کا نام انصاف و حق ہے ، پس یہی حالت مذہب اسلام مین

مرد و عورت کی ہے، مرد کو درجہ دیا ہے لیکن اس درجہ کی وجہ سے عورت کے حق مین کوئی کمی نہین کی گئی اور اسکی تلافی حق ربوبیت (پرورش) سے کر دی گئی، اس لحاظ سے عورت کو باری تعالیٰ کی صفت ربوبیت کا مظہر کہہ سکتے ہین اور بلاشبہ یہ صفت اُس صفت قوّمیت کے مقابلہ مین جو مرد کو قَوّٰامُوْنَ عَلَی النِّسَآءِ ہونے کے سبب سے حاصل ہے اور جس سے وہ باری تعالیٰ کی صفت قیومیت کا مظہر بنتا ہے اگر بڑھی ہوئی نہین ہے تو کسی طرح کم بھی نہین کہی جا سکتی۔ اس موقع پر یہ نکتہ قابل غور ہے کہ حق حضانت یعنی پرورش اولاد صغیر کا حق بمقابلہ باپ کے مان کو ہی عطا کیا گیا ہے اور فطرتاً یہی ہونا بھی چاہیے کیونکہ پرورش اولاد مان ہی کا کام ہے جسکو وہ باپ سے زیادہ شفقت و محبت کے ساتھ انجام دے سکتی ہے ہان پرورش کے مصارف کا باپ ذمہ دار ہے قرآن مجید کی یہ آیت اسکی طرف اشارہ کرتی ہے:-

وَالْوَالِدٰتُ يُرْضِعْنَ اَوْلَادَهُنَّ حَوْلَيْنِ كَامِلَيْنِ لِمَنْ اَرَادَ اَنْ يُّتِمَّ الرَّضَاعَةَ وَعَلَى الْمَوْلُوْدِ لَهٗ رِزْقُهُنَّ وَكِسْوَتُهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ

اور بچے والیاں اپنے بچوں کو پورے دو برس دودھ پلائیں، یہ اسکے لیے جو دودھ پلانے کی مدت پوری کرنا چاہے اور جس کا بچہ ہے اس پر دستور کے موافق ان کا کھانا اور ان کا کپڑا دینا ہے۔

اور فقہ مین اسکے مسائل زیادہ وضاحت کے ساتھ تحریر ہین۔

زن وشوہر کی ناچاقی کے لئے جسطرح خاوند کے خاندان سے ایک ثالث مقرر کرنے کا حکم ہوا اُسی طرح بیوی کے کنبہ سے بھی ثالث مقرر کیا گیا

وَاِنْ خِفْتُمْ شِقَاقَ بَیْنِهِمَا فَابْعَثُوْا حَكَمًا مِّنْ اَهْلِهٖ وَحَكَمًا مِّنْ اَهْلِهَا اِنْ یُّرِیْدَا اِصْلَاحًا یُّوَفِّقِ اللّٰهُ بَیْنَهُمَا اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِیْمًا خَبِیْرًا ؀	اور اگر تمکو میان بیوی مین ناچاقی کا اندیشہ ہو تو ایک ثالث مرد کے کنبہ سے اور ایک ثالث عورتون کے کنبہ سے مقرر کرو اگر یہ دونون مین میل کرا دینا چاہین گے تو خدا میان بیوی مین موافقت کرا دیگا بے شک اللہ واقف اور خبردار ہے

ان تمام اصول و احکام کے ساتھ جو خاص رعایتین اس صنف نازک کی حالت کے لحاظ سے ملحوظ رکھی گئی ہین وہ عورت کے مرتبہ کو اور بھی نمایان کرتی ہین اور ان کے لئے یہی کیا کم شرف تھا کہ قرآن مجید مین ایک خاص سورت (سورۂ نسار) کے نام سے نازل ہوئی اس پر مزید یہ کہ اُن عبادات سے اُن کو معاف رکھا گیا ہے جن کے ادا کرنے مین اُن کو دشواری لاحق ہو، جماعت اور جمعہ کی پابندی اون کے لئے ضروری نہین رکھی، جہاد اُن پر فرض نہین کیا گیا اور پھر اُن بڑے بڑے اعمال کے ثواب کثیر کی تلافی نسبتاً دوسرے آسان اعمال سے کر دی مثلاً عورتون کے لئے خدائے پاک نے جہاد کا ثواب حج مین شامل کر کے اُن کو حج و جہاد دونون کا ثواب صرف ایک حج مین عطا فرمایا کیونکہ سفر حج کی مشقتون کو برداشت کرنا درحقیقت اس صنف نازک کیلئے

جہاد کا کام ہے یا لڑکون کی تربیت اور اُن پر جو محنت کی جاے اُس کی وجہ سے اُن کو اُس اجر و ثواب کا مستحق قرار دیا جو کہ کسی مجاہد کو ملتا ہے۔

حضرت عائشہؓ سے مروی ہے کہ مین نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا عورتون پر جہاد فرض ہے، آپ نے فرمایا "ہان فرض ہے مگر وہ جہاد جس مین قتل و قتال نہین یعنی حج و عمرہ"۔

پھر وہ ارشاد فرماتی ہین کہ مین نے شرکت جہاد کی اجازت چاہی آپ نے فرمایا کہ تمہارا جہاد حج ہے۔

حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ جس شخص نے کسی ایک یتیم کی خواہ وہ قرابت دار ہو یا نہ ہو کفالت کی مین اور وہ اُن دونون انگلیون سے مشابہ ہین اور آپنے دونون انگلیون کو ملا دیا، اور جس نے سعی کی تین لڑکیون کی تربیت مین وہ جنتی ہے اور اُسکے لئے ایک ایسے مجاہد فی سبیل اللہ کے برابر اجر ہے جو صائم و قائم ہو اور ظاہر ہے کہ لڑکیون کی تربیت عورتون کا خاص کام ہے۔

ان کی عزت کا اس درجہ پاس کیا گیا ہے کہ ان پر تہمت لگانے والون کے لئے سخت سزاے جسمانی تجویز کی گئی وہ دنیا اور آخرت مین ملعون قرار دیے گئے

وَالَّذِينَ يَرْمُونَ الْمُحْصَنَاتِ ثُمَّ لَمْ	اور جو لوگ پاکدامن عورتون پر بدکاری کی تہمت لگائین

يَأْتُوا بِأَرْبَعَةِ شُهَدَآءَ فَاجْلِدُوهُمْ ثَمَانِينَ جَلْدَةً وَلَا تَقْبَلُوا لَهُمْ شَهَادَةً أَبَدًا وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْفَاسِقُونَ ۝

اور چار گواہ پیش نہ کرین تو انکو اسّی دُرّے مارو اور کبھی اُن کی گواہی قبول نہ کرو۔ بیشک یہ لوگ بدکار ہین +

دوسری آیت اسی سورۃ مین یہ ہے۔

إِنَّ الَّذِينَ يَرْمُونَ الْمُحْصَنَاتِ الْغَافِلَاتِ الْمُؤْمِنَاتِ لُعِنُوا فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ ۖ وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ ۝

پاکدامن بھولی اور ایمان والی عورتون پر جو لوگ بدکاری کی تہمت لگاتے ہین وہ دنیا اور آخرت دونون مین ملعون ہین اور اُنکے لیے بڑا عذاب ہے +

اب اِس مختصر تمہید کے بعد اُن امور کو درج کیا جاتا ہے جو مرد و عورت کے مابین تعلقات زوجیت قائم ہونے اور معاشرتی زندگی بسر کرنے کے متعلق ہین۔

نکاح

دنیا مین تمدن و معاشرت کی بنیاد قائم کرنے مین جس طرح مرد کی کوشش کا حصہ ہے اُسی طرح عورت کی سعی و محنت کا بھی حصہ ہے اور ضروری ہے کہ ان دونون کے مابین حق و اختیار کا قانون و قاعدہ ہو تاکہ دونون اُس کے دائرہ مین محدود رہکر اپنے اپنے فرائض بجا لائین، اس سعی و کوشش کی کامیابی کیلئے ضرورت ہے کہ دونون کی متحدہ طاقت کام کرے اور ان طاقتون کو متحد کرنے کے واسطے تعلقات زوجیت قائم کئے گئے اور ان تعلقات کو خوشگوار بنانے کے لئے ہر زمانہ اور ہر قوم مین خاص خاص اصول اختیار کئے گئے ہین لیکن اسلام چونکہ عین فطرت ہے اسلئے ان تعلقات مین بھی اُن ہی اعلیٰ اصول فطرت کو پیش نظر رکھا گیا ہے اور چونکہ عورت صنف ضعیف مین داخل ہے اسلئے جو طریقہ ازدواج قائم کیا گیا ہے اُس مین عورت کی رعایت بدرجۂ غایت ملحوظ ہے۔

مسلمانون مین یہ تعلقات زوجیت اُس معاہدہ سے شروع ہوتے ہین جسکا نام نکاح ہے اور جو ایک مقدس مذہبی رسم ہے۔

نکاح کے لئے عورت اور مرد کی کامل رضامندی کی شرط کی گئی ہے اور جسطرح بالغ مرد کو اختیار دیا گیا ہے اسی طرح بالغہ عورت کو بھی مختار کیا گیا ہے ، نکاح کے وقت ایک وکیل اور دو گواہون کا ہونا لازمی ہے ، اگر دو مرد گواہی کے لئے نہ ملین تو ایک مرد اور دو عورتین کافی ہین بغیر گواہون کے نکاح نہین ہوسکتا ، اگر عورت خود مجلس نکاح مین موجود ہو اور اپنی زبان سے ایجاب کرے تو وکیل کی ضرورت نہین ، ایجاب و قبول بھی نکاح کا لازمی جزو ہے ، اگر لڑکی نا کتخدا کا ولی جائز اُس سے اجازت طلب کرے تو ایسے موقع پر اُس کا چپ رہنا یا ہنس دینا یا بے آواز کے رو دینا بھی اجازت مین داخل ہے ۔

نابالغون کا نکاح اُس شخص کی وکالت سے جس کو ولی نے وکیل مقرر کیا ہو یا خود ولی کے ایجاب و قبول سے ہوتا ہے ورنہ نکاح درست نہین ہے نابالغون کو بالغ ہونے کے بعد ایسے نکاح کے قائم رکھنے یا فسخ کرنے کا اختیار ہے لیکن یہ اختیار اُسی صورت مین عمل مین آسکتا ہے کہ ولی نکاح ماسوائے باپ دادا کے دوسرا کوئی ولی جائز ہو اور اگر باپ یا دادا نے نابالغ کا نکاح کیا ہو تو بعد بلوغ اُسکو فسخ کا اختیار نہین ہے ۔

یہ تمیز باپ دادا کی اُس شفقت پر نظر کرتے ہوئے جو فطرتاً اُن کو عطا ہوئی ہے اور جسکے باعث وہ شوہر کے انتخاب مین اپنی عقل و تجربہ کی امداد سے لڑکی کے تمام مصالح کو خود اُس سے زیادہ ملحوظ رکھنے پر مجبور ہین ، اس لئے

یہ نہایت ضروری تھا کہ عورت کو اس نکاح کے فسخ کرنے کا اختیار نہ دیا جاے ۔

اگر نابالغ کو نکاح کا علم بلوغ سے پہلے تھا تو بالغ ہوتے ہی اس اختیار کی روسے انفساخ ہوسکتا ہے اور اگر بلوغ سے پہلے علم نہین ہے تو بعد بلوغ جس وقت بھی علم ہو فسخ کرسکتا ہے لیکن باوجود علم کے فسخ کرنے مین تاخیر کرنے سے اختیار باطل ہوجاتا ہے ۔

اگر کوئی نابالغہ عورت ایسے شخص سے نکاح کرے جو اُس کا کفو نہ ہو تو وہ نکاح درست نہ ہوگا ، البتہ اگر وہ اشخاص جو اُس کے ولی ہین رضامندی ظاہر کرین تو جائز ہوجاے گا اسی طرح اگر مہرِ مثل سے کم پر کوئی عورت بغیر رضامندی ولی کے نکاح کرے تو ولی قاضی (حاکم) کے ذریعے سے اس نکاح کو فسخ کراسکتا ہے لیکن اگر مہر کی کمی پوری کردی جاے تو فسخ کرانے کا اختیار ساقط ہوجاتا ہے

عقد نکاح مسجد مین اور جمعہ کے دن کیا جانا اور اوسکو ظاہر کرنا اور شہرت دینا مستحب ہے اور خطبہ نکاح پڑھا جانا مسنون ہے ، جامع ترمذی مین حضرت عائشہ رضؓ سے روایت ہے کہ آن حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :-

عَنْ عَائِشَۃَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَعْلِنُوْا ھٰذَا النِّکَاحَ وَاجْعَلُوْا فِی الْمَسَاجِدِ اضْرِبُوْا عَلَیْہِ بِالدُّفُوْفِ	یعنی نکاح کا اعلان کرو اور مسجد مین کرو اور دف بجا کر مشہور کرو ۔

بعد خطبۂ عقد چھوہارے تقسیم کرنا بھی مسنون ہے ۔

اگر عورت نابالغہ ہو تو اُس کا نکاح ولی کی اجازت سے ہوگا بالغہ عورت کے ولی یا خود عورت کو جائز ہے کہ نکاح کے وقت خاوند سے کوئی خاص معاہدہ کرے جو شرعاً جائز ہو، لیکن اگر اس معاہدہ مین یہ شرط ہو کہ (۱) اگر زوجہ بالغہ بھی ہے تاہم اپنے والدین کے گھر رہنے کی مجاز ہے تو کالعدم ہے اور شوہر باوجود اس شرط کے اختیار رکھتا ہے کہ زوجہ کو بشرطیکہ اُسنے کل مہر یا جزو معجل ادا کر دیا ہو اپنے گھر مین رکھے ۔

(۲) یہ شرط کہ ایک فریق (شوہر یا زوجہ) کو فسخ نکاح کا اختیار ہوگا تو یہ شرط بھی کالعدم ہے ۔

(۳) اگر نکاح کسی میعاد مقررہ کے لئے کیا جاے تو نہ صرف میعاد بلکہ نکاح بھی باطل ہے ✤

تعدد ازواج

تعلقات زوجیت کے سلسلہ مین تعدد ازواج کا مسئلہ بھی نہایت ضروری ہے ، کیونکہ اس صورت مین پہلی بیوی کے حقوق مین دوسری بیوی بھی شریک ہو جاتی ہے لیکن اس شرکت سے پہلی بیوی کے حقوق مین نہ کوئی تقسیم ہوتی ہے اور نہ کوئی فرق آتا ہے اگر ایک شخص کی دو تین یا چار بیویان ہین تو اُس پر اُن مین سے ہر ایک کا فرداً فرداً وہی حق رہیگا جو باب ہاے مابعد مین ظاہر کیا گیا ہے اور اسی طرح ہر عورت پر بھی علحدہ علحدہ اپنے شوہر کی اطاعت لازم رہیگی اور وہی حقوق قائم رہین گے جو کہ تنہا رہنے کی صورت مین ہین ، شوہر پر یہ فرض اور لازم ہے کہ ایک سے زیادہ بیبیون کی صورت مین وہ سب کے ساتھہ عدل کرے اور ایک کو دوسرے پر ترجیح نہ دے ، البتہ تعداد مہر کا اختیار رہتا ہے کیونکہ وہ ایک باہمی معاہدہ ہے اور اس مین کسی کی حق تلفی نہین ہوتی -

اس مین کوئی شک نہین ہے کہ عورت کے لئے سوکن کے غم سے زیادہ کوئی غم نہین ہے اور اکثر خاندانون کی مسرتین اور خوشیان برباد

ہو جاتی ہین لیکن جو عقل مند عورتین ہین وہ اس حالت پر بھی صبر و شکر کر کے خاوند کی اطاعت اور ادائے فرض مین مستعد و کوشان رہتی ہین اور اس رنج کو پاس نہین آنے دیتین۔

یہان یہ کہا جا سکتا ہے کہ عورتون کے حق مین یہ ایک قسم کی نا انصافی ہے کہ مردون کو چار بیبیون تک کے کرنے کی اجازت دیدی گئی ہے لیکن نہ یہ نا انصافی ہے اور نہ اس معاملہ مین مردون ہی کو پوری آزادی حاصل ہے۔

کلام مجید مین تعدد ازواج کے متعلق دو مختلف صورتون کے لحاظ سے دو آیتین ایسی ہین جن سے تعدد ازواج کی اجازت مفہوم ہوتی ہے پہلی آیت یہ ہے:۔

فَانْكِحُوْا مَا طَابَ لَكُمْ مِّنَ النِّسَآءِ مَثْنٰى وَثُلٰثَ وَرُبٰعَ ۚ فَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا تَعْدِلُوْا فَوَاحِدَةً ۚ	تو نکاح کر و دیگر عورتون سے جو تمہین اچھی لگین دو دو اور تین تین اور چار چار پھر اگر تمکو ڈر ہو کہ (اُن مین) عدل نکر سکوگے تو پھر (تمہارے لیے) ایک ہی ہے۔

اس آیت مین تعدد ازواج کی وسعت کو عدل کے قید سے محدود فرما دیا گیا ہے اور جب عدل قائم نہ رکھ سکنے کا خوف ہو تو صرف ایک ہی پر اکتفا کرنے کی ہدایت کی گئی ہے۔

اس مین سب سے زیادہ غور کے قابل لفظ "خِفْتُمْ" ہے۔ یعنی

اگر عدل نہ کرسکنے کا خوف بھی ہو تو ایسی صورت مین صرف ایک ہی پر اکتفا کرنا چاہیئے اور یہ بالکل ظاہر ہے کہ حقوق مین بھی عدل ایک امر دشوار ہے اور ہر شخص اس پر قادر نہین ہے۔ دوسری آیت یہ ہے کہ :۔

وَلَنْ تَسْتَطِيعُوٓا اَنْ تَعْدِلُوا بَيْنَ النِّسَاۤءِ وَلَوْ حَرَصْتُمْ فَلَا تَمِيلُوا كُلَّ الْمَيْلِ فَتَذَرُوهَا كَالْمُعَلَّقَةِ وَاِنْ تُصْلِحُوا وَتَتَّقُوا فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ غَفُورًا رَّحِيمًا	اور ہرگز تم طاقت نہین رکھتے کہ عدل کرو عورتون مین اور گو کہ تم حرص کرو اور بہرست جھک جاو ایکطرف بالکل جھک جانا کہ اسکو چھوڑ دو ادھر مین اور تم صلح کرلو اور خدا سے ڈرو تو بیشک اللہ بخشنے والا ہے رحم والا +

مگر یہ اور اس کے ساتھ اس سے پہلی آیت ۔

وَاِنِ امْرَاَةٌ خَافَتْ مِنْۢ بَعْلِهَا نُشُوزًا اَوْ اِعْرَاضًا فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَاۤ اَنْ يُّصْلِحَا بَيْنَهُمَا صُلْحًا ؕ وَالصُّلْحُ خَيْرٌ ؕ وَاُحْضِرَتِ الْاَنْفُسُ الشُّحَّ ؕ وَاِنْ تُحْسِنُوا وَتَتَّقُوا فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرًا ○	اور اگر کسی عورت کو اپنے شوہر کی طرف سے زیادتی یا بے رغبتی کا اندیشہ ہو تو (میان بی بی) دونون (مین کسی) پر کچھ گناہ نہین کہ (اصلاح کی کوئی بات ٹھیر کر) آپس مین صلح کرلین اور صلح (بہرحال) بہتر ہے اور (تھوڑا بہت) بخل تو سب ہی کی طبیعت مین ہوتا ہے اور اگر (ایک دوسرے کے ساتھ) سلوک کرو (اور سخت گیری سے بچے رہو تو خدا تمھارے (ان نیک) کامون سے

باجرہے۔ (وہ تم کو اس کا اجر دیگا)

خاص صورت سے متعلق ہین، چونکہ شان نزول اور تفسیر سے اِن کے معانی و مطالب واضح ہوجاتے ہین اس لئے اُس کا یہان نقل کرنا ناموزون نہ ہوگا۔

اس آیت کا شان نزول یہ ہے کہ ابن ابی سائب کی بیوی نہایت ضعیف؛ ذرس رسیدہ تھین اور کچھ ایسی صورتین واقع ہوگئین تھین کہ ابن ابی سائب نے (بلحاظ عدم امکان عدل) طلاق کا قصد کرلیا تھا، بیوی نے جب اُن کا یہ مقصد اور جو امر اس کے لئے محرک تھا معلوم کیا تو انھون نے ابن ابی سائب سے کہا کہ مین اپنے اکثر حقوق سے دستبردار ہوتی ہون اور صرف اُس قدر پر اکتفا کرتی ہون جس پر تم بطیب خاطر عمل پیرا ہوسکو، غرض میان بیوی مین باہمی سمجھوتہ ہوگیا اور وہ طلاق سے رُک گئے، اس باب مین یہ آیت نازل ہوئی:۔

وَإِنِ امْرَأَةٌ خَافَتْ مِنْ بَعْلِهَا نُشُوزًا أَوْ إِعْرَاضًا فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا أَنْ يُصْلِحَا بَيْنَهُمَا صُلْحًا ۚ وَالصُّلْحُ خَيْرٌ ۗ وَأُحْضِرَتِ الْأَنْفُسُ الشُّحَّ ۚ وَإِنْ تُحْسِنُوا وَتَتَّقُوا فَإِنَّ اللَّهَ كَانَ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرًا ۝

وَلَنْ تَسْتَطِيعُوا أَنْ تَعْدِلُوا بَيْنَ النِّسَاءِ وَلَوْ حَرَصْتُمْ ۖ فَلَا تَمِيلُوا كُلَّ الْمَيْلِ فَتَذَرُوهَا كَالْمُعَلَّقَةِ ۚ وَإِنْ تُصْلِحُوا وَتَتَّقُوا فَإِنَّ اللَّهَ كَانَ

غَفُوۡرًا رَّحِيۡمًا ۝

ان آیات کی تفسیر یہ ہے :۔

"اگر کسی عورت کو شوہر کی بے اعتدالی اور بے رغبتی کا اندیشہ ہو تو کچھ مضائقہ نہین کہ وہ آپس مین کوئی نباہ کی صورت نکال لین اور صلح ہر حال مین بہتر ہے، اور کچھ نہ کچھ بخل تو انسان کی طبیعت مین ہوتا ہے، اس لئے طرفین اپنے جن فوائد سے بھی دست بردار ہو جائین وہ ایک قسم کا سلوک و احسان ہے۔ وَاِنۡ تُحۡسِنُوۡا وَتَتَّقُوۡا فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِمَا تَعۡمَلُوۡنَ خَبِيۡرًا اور اگر ایک دوسرے کے ساتھ سلوک کرو اور خدا سے ڈرتے رہو اور کوئی زیادتی نہ کرو تو خدا پاک جو کچھ تم کرتے ہو اُسے اچھی طرح جانتا ہے وہ تمہاری نیتون سے واقف ہے اور عدم میلان کی صورت مین تم اس بات پر قادر نہین ہو کہ عورتون کے درمیان مین برابری کرسکو خواہ تم کتنا ہی چاہو تو کم سے کم بالکل ایک طرف تو نہ جھک پڑو کہ دوسری کو اس طرح چھوڑ دو کہ وہ بیچ مین لٹکتی رہے۔ اور اگر تم خدا سے ڈرتے رہو اور آپس مین صلح کر لو تو خیر، تحقیق خدائے تعالےٰ

معاف کرنے اور مغفرت فرمانے والا ھے"
ان آیات کی تفسیر اور شان نزول سے خود بخود سمجھہ مین آگیا ہوگا کہ جب کسی شخص کے نکاح مین دو بیویان ہون اور اُن مین سے کسی ایک کے جانب میلان خاطر اس قدر زیادہ ہو جاے کہ دوسری بیوی کیطرف رغبت باقی نہ رہے اور طلاق دینے کے لئے تیار ہو تو ایسی صورت کے لئے ان آیات مین مرد و عورت دونون کو ہدایت فرمائی گئی ہے کہ وہ آپس مین کوئی مناسب سمجھوتہ کر کے صلح کر لین یعنی کچھہ بیوی اپنے حقوق مقررہ مین چھوڑے کچھہ مرد اپنی طبیعت پر جبر کرے اور اس طور پر طلاق کی مصیبت سے ہر شخص بجاے خود محفوظ رہے ان ہدایات کے ساتھہ ہی اس امر پر بھی غور کرنا چاہئے کہ خاص خاص حالتون مین بعض ایسی صورتین پیدا ہو جاتی ہین کہ اُن مین مقررہ حد اور معینہ قواعد سے تجاوز کرنا پڑتا ہے مثلاً نکاح کے مقاصد مین سب سے زیادہ اہم مقصد بقاے نسل ھے لیکن فرض کرو کہ عورت بانجھ ہے اور اولاد کی امید بالکل منقطع ہوگئی ہے تو ایسی صورت مین مرد کے لئے تین ہی راستے ہین۔

(۱) بیوی کو طلاق دے۔

(۲) یا اولاد کی تمنا سے جو عین فطرت کے مطابق ہے دستکش ہو۔

(۳) یا عورت کی موت کے انتظار مین اپنی زندگی برباد کرے۔

لیکن کیا ان مین سے کوئی ایک صورت بھی ایسی ہے جو دوسری شادی کے مقابلہ مین بہتر خیال کی جاسکے، علاوہ ازین مرد کو بسا اوقات تمدنی اور سیاسی ضروریات بھی اس امر پر مجبور کرتی ہین۔

اٹھارہوین صدی عیسوی مین نپولین بادشاہ فرانس نے اپنی نہایت محبوب بیوی (جوزیفائن) کو جس مین ہر قسم کی اعلیٰ صفات اور قابلیتین موجود تھین اور باہم بے انتہا محبت اور اتحاد تھا محض اس بنا پر طلاق دیا کہ اُس سے کوئی اولاد نہین ہوتی تھی اور تمام قوم فرانس اُس سے طلاق کے لئے مصر تھی اس طلاق کا جو قصہ مورخین نے لکھا ہے اُس کو پڑھ کر ایک عجیب قسم کا حسرت آمیز اثر قلب پر پڑتا ہے، نپولین نے اس طلاق کے بعد دوسرا نکاح کیا، اُس نے بڑے جلال کے ساتھ سلطنت کی اور سلطنت کے لطف حاصل کئے پھر اُس پر مصیبت آئی اور عمر کی اخیر ساعت اُسی مصیبت مین گذاری، جوزیفائن کے ساتھ تعلقات زوجیت منقطع ہو چکے تھے۔ مگر دونون کی محبت ذرہ برابر بھی کم نہین ہوئی تھی جوزیفائن نے اُس کے عیش وشادمانی کے دنون مین بھی اُس کی یاد کو تازہ رکھا اور اُس کی تکلیفات اور مصائب کے زمانہ مین بھی ہمدردی اور غمخواری کی لیکن وہ قوی رشتہ منقطع ہو چکا تھا اگر تعدد ازدواج کا مسئلہ رائج ہوتا تو اُن دونون کو یہ صدمۂ عظیم نہ برداشت کرنا پڑتا۔

لیکن عورت کی حالت بالکل برعکس ہے، سیاسی امور سے تو اوس کو بہت ہی کم واسطہ ہے تمدنی امور مین بھی جہان تک اُس کا تعلق بیرون منزل سے ہے اوس کو بہت کم تعلق ہے اسلئے ایسے امور اوسے نسبتہً کم پیش آتے ہین اور اگر آئین تو اُس کے لئے یہی چارہ کار ہے جس کو اصطلاح شرع مین "خلع" کہتے ہین اور جسکا بیان آگے آئے گا، لیکن شریعت نے یہ جائز نہین رکھا کہ عورت کو بھی ایک سے زائد شوہر ایک وقت مین کرسکنے کی اجازت دیدے اور یہ بالکل مطابق فطرت ہے۔

مرد کو چار عورتون کی ایک وقت مین اجازت دی گئی ہے اُن سے جو اولاد پیدا ہوتی ہے اوسکے تعین نسب مین کوئی دقت یا میراث مین کوئی نزاع پیدا نہین ہوتا، اگر خدانخواستہ عورتون کی نسبت یہ حکم ہوتا کہ پانڈون کی رسم کے مطابق ایک عورت چند مردون کے نکاح مین رہے تو علاوہ اُن فسادات کے جو ایسی صورت مین یقینی ہین نسب کے تعین میراث کی تقسیم، اولاد کی تعلیم و تربیت اور زوجیت کے تعلقات مین جو نزاعات برپا ہوتے وہ معاشرات کے ایوان اور تمدن کی عمارت کو بالکل منہدم کردیتے۔

البتہ جو لوگ بلا وجہ دوسرے نکاح کرتے اور اُس شرط کو پورا نہین کرتے جو تعداد ازواج کے ساتھ اسلام نے ان پر عاید کی ہے وہ

ضرور حقارت اور نفرت سے دیکھے جانے کے قابل ہین اور اسلام کبھی ایسے تعدد ازواج کی اجازت نہین دیتا ، مبارک ہین وہ عورتین جو یہ دیکھکر کہ اُن کے خاوندون نے مجبوری کے سبب سے دوسرا نکاح کیا ہے اپنے دل کو ملول نہین کرتین اور اپنی خوشی کو خاوند کی خوشی کے ساتھہ وابستہ سمجھتی ہین اور سب سے زیادہ قابل ستائش وہ عورتین ہین جو یہ دیکھکر بھی کہ بلاوجہ دوسرا نکاح کیا گیا ہے صبر و تحمل کرتی ہین اور اپنی کسی حرکت سے اپنے رنج و صدمہ کا اظہار نہین ہونے دیتین ، اس لئے جب ایسے موقعے پیش آئین تو عورتون کو ایسی قدرتی مجبوریون کے خیال سے برداشت اور تحمل و عقل سے کام لینا چاہئے اور امہات المؤمنین صحابیات اور اُن خواتین کی مثال کو جن کا ہر فعل اس زمانہ کے لئے چراغ ہدایت ہے پیش نظر رکھکر آپس مین اتحاد ، ارتباط اور محبت کا سلوک کرنا چاہئے ؀

حقوق الزوجین

حقوق زوجہ

حقوق الزوجین مین پہلے زوجہ کے حق جو شوہر پر ہین بیان کیے جاتے ہین

مہر

۱- اس سلسلہ مین سب سے پہلا حق مہر کا حق ہے جو نکاح مین لازمی چیز ہے اور جس کی کوئی انتہائی حد معین نہین ہے یہ باہمی رضامندی اور استطاعت پر منحصر ہے ، مہر کی دو قسمین ہین ایک مہر معجّل اور دوسرے مہر مؤجّل - مہر معجل وہ ہے جسکے ادا کرنے کا عند الطلب وعدہ کیا گیا ہو مہر مؤجّل وہ ہے جس کی ادائگی کا فوراً وعدہ نہ ہو بلکہ کسی مدت کی قرارداد ہو خواہ وہ مدت صاف طور پر ظاہر نہ کی گئی ہو ، جس صورت مین نکاح کے وقت مہر کی تعداد معین نہ ہوئی ہو تو قبل از خلوت تفریق کی صورت مین مہر مثل دلوایا جاے گا یعنی وہ مقدار جو اُس صورت کی ددھیالی عورتون کے مہر کی ہوتی ہو ، اگر نکاح کے بعد مرد آسودہ اور غنی ہوجاے اور عورت اپنے مہر مین اضافہ چاہے اور خاوند رضامند ہو تو مہر کی تعداد مین اضافہ ہوسکتا ہو اگر مہر معجل یا موجل کی تصریح نہ ہوئی ہو تو

باعتبار رواج اُس مُلک کے جہان کچھ حصہ مہر کا جلد دیا جاتا ہے وہ مہر جزؤا معجل سمجھا جاے گا۔

نکاح کے بعد اگر کسی سبب سے شوہر کے گھر نہ جا سکے یا شوہر خود نہ لیجانا چاہے یا بچپن مین نکاح ہوا ہو اور ان وجوہ سے دونون مین وہ تعلقات پیدا نہ ہوے ہون جو نکاح سے مقصود مین اور شوہر کا انتقال ہو جاے تو پورا مہر اور اگر طلاق دیدی جاے تو نصف مہر مقررہ عائد ہوگا وفات شوہر کی صورت مین چونکہ عقد جو کہ ایک معاہدہ ہے مکمل ہوگیا ہے لہذا کُل معاوضہ واجب ہوتا ہے اور طلاق کی صورت مین عقد اپنی انتہا کو نہین پہونچا گویا درمیان سے ہی معاہدہ ساقط ہوگیا، اس لئے آدھا مہر واجب ہوا۔

پچھلی صورت مین بہ ظاہر شوہر نے بیوی سے کوئی تمتع حاصل نہین کیا، اور اِس لئے بیوی اُس معاوضہ کی مستحق نہین معلوم ہوتی جو اس حق کے حاصل کرنے کے لئے قرار پایا تھا، لیکن چونکہ اس پابندی و نامزدگی و اس علٰحدگی و جدائی سے اُس کی نیکنامی اور وقار کو ضرور صدمہ پہونچا اس لئے شریعت اسلام نے اس نقصان کی تلافی اس طریقہ پر کردی۔

اگر طلاق سے پہلے خلوت صحیحہ ہوچکی ہو تو تمام غیر ادا شدہ مہر خواہ معجل ہو یا موجل ادا کرنا واجب ہوجاتا ہے اور دیگر قرضہ

کی طرح قابل وصول ہوتا ہے لیکن اگر خلوت صحیحہ نہ ہوئی ہو تو نصف تعداد کا مہر ادا کرنا پڑتا ہے۔

وَإِنْ طَلَّقْتُمُوهُنَّ مِنْ قَبْلِ أَنْ تَمَسُّوهُنَّ وَقَدْ فَرَضْتُمْ لَهُنَّ فَرِيضَةً فَنِصْفُ مَا فَرَضْتُمْ إِلَّا أَنْ يَعْفُونَ أَوْ يَعْفُوَ الَّذِي بِيَدِهِ عُقْدَةُ النِّكَاحِ ۚ وَأَنْ تَعْفُوا أَقْرَبُ لِلتَّقْوَىٰ ۚ وَلَا تَنْسَوُا الْفَضْلَ بَيْنَكُمْ ۚ إِنَّ اللَّهَ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرٌ

اور اگر طلاق دو اُن کو ہاتھ لگانے سے پہلے اور ٹھہرا چکے ہو اُن کا حق تو لازم ہوا اُس کا نصف جو کچھ ٹھہرا لیا تھا مگر یہ کہ در گذر کریں عورتیں یا معاف کرے جسکے ہاتھ گرہ ہے نکاح کی اور تم مرد در گذر کرو تو قریب ہے پرہیزگاری سے اور نہ بھلا دو تم بڑائی رکھنی آپس میں تحقیق اللہ جو کرتے ہو سو دیکھتا ہے۔

اور اگر نکاح کے وقت تعداد مہر کی صراحت اور تعین نہیں ہے تو خاوند پر واجب ہے کہ اپنے مقدور کے مطابق ضرور کچھ نہ کچھ عورت کو دے لیکن اُس کی مقدار دستور اور عُرف سے کم نہ ہو۔

لَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ إِنْ طَلَّقْتُمُ النِّسَاءَ مَا لَمْ تَمَسُّوهُنَّ أَوْ تَفْرِضُوا لَهُنَّ فَرِيضَةً ۚ وَمَتِّعُوهُنَّ عَلَى الْمُوسِعِ قَدَرُهُ وَعَلَى الْمُقْتِرِ قَدَرُهُ مَتَاعًا بِالْمَعْرُوفِ ۖ حَقًّا عَلَى الْمُحْسِنِينَ

یعنی گناہ نہیں تم پر اگر طلاق دو تم عورتوں کو جب تک کہ نہ ہاتھ لگایا ہو اُن کو یا نہ مقرر کیا ہو کچھ اُن کا حق اور اُن کو خرچ دو وسعت والے پر اُسکے موافق ہے اور تنگی والے پر اُسکو موافق ہے جو خرچ دستور ہے لازم ہے نیکی کرنے والوں پر۔

ہندوستان مین اکثر مقامات پر مہر ایک ایسا لفظ رہ گیا ہے جسکا کوئی مصداق نہین اور حقیقتاً بہت کم ایسے لوگ ہوتے ہین جو اس حق کو ادا کرتے ہین اور یہی وجہ ہے کہ اتنی بڑی تعداد کے مہر باندھے جاتے ہین جو خاوند کی حیثیت اور موجودہ حالت کی امید سے بھی کہین باہر ہوتے ہین، یہ طریقہ در اصل ایک نہایت مذموم اور بُرا طریقہ ہی نہین ہے بلکہ مذہب کی تضحیک اور توہین ہے، حضرت عمرؓ نے زیادتی معدار کی بہت سخت ممانعت فرمائی اُنھون نے فرمایا کہ:۔

"اگر زیادتی معدار مین کوئی عمدگی یا بزرگی ہوتی"

"تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اختیار فرماتے"

یہ کس قدر افسوس کی بات ہے کہ عورتون مین خود مہر کے متعلق کوئی احساس نہین رہا اور یہ عام قاعدہ کی بات ہے کہ جب کسی کو اُسکے حق سے محروم رکھنے کا مدت مدید تک سلسلہ قائم رکھا جاسے تو وہ اپنی حق تلفی کو ایک معمولی بات سمجھنے لگتا ہے اور خود بخود اُس کے دل سے اپنے حق کا احساس جاتا رہتا ہے یہی حالت ہندوستان مین عورتون کی ہوئی ہے اور اسی سبب سے یہ سلسلہ قائم ہے ۔ البتہ کبھی جائداد کے تنازعون مین محض اس کی حفاظت کے لئے یا خاوند کی ورثا سے لڑائی جھگڑون کی صورت مین یا خود خاوند سے شدید ناچاقی کی حالت مین اس حق کی طلب

اور عدالتی چارہ جوئی کی جاتی ہے حالانکہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جن شرطون کو تم پورا کرتے ہو اُن سب مین زیادہ ضروری اُس شرط کو پورا کرنا ہے جسکی وجہ سے تم نے عورتون کی ناموس اپنے لئے حلال کرلی ہے۔

غرض مہر حیثیت و حالت کے مطابق قرار دینا چاہیئے اور اُسی وقت یا وقتاً فوقتاً ادا کرنا چاہیئے کثرت سے ایسے نکاح بھی ہوتے ہین جن کا انتظام والدین کرتے ہین اور مہر کا مسئلہ بھی اُنہین کی راے سے طے ہوتا ہے ایسی صورت مین والدین کا فرض ہے کہ وہ ایسی مقدار مقرر کرین جو ادا ہو سکے خصوصاً خاوند کے والدین کو بہت زیادہ یہہ بات پیش نظر رکھنی چاہیئے، عموماً ہر جگہہ قاضی ہوتے ہین جو نکاح پڑھاتے ہین اور انہین کے رجسٹرون مین مہر کا اندراج ہوتا ہے اسلامی ریاستون مین تو باضابطہ قضا کا محکمہ ہے اور اس محکمہ کے رجسٹر مستند تسلیم کئے جاتے ہین، البتہ جہان ایسا انتظام نہ ہو وہان مہر کے مقدمات مین عمدہ شہادت موجود رہنے کے لئے اس امر کی ضرورت ہے کہ کابین نامہ مرتب کیا جاے اور اگر ممکن ہو تو کوئی جائداد بھی مکفول کرالی جاے اور دستاویز کو رجسٹری کرا دیا جاے۔ دستاویز مہر کی قانونی تکمیل عورت کی آیندہ زندگی کے لئے ایک لازمی چیز

سمجھنی چاہئے اسی سلسلہ مین یہ بات بھی یاد رکھنی چاہئے کہ جب مہر کے وصول کرنے مین عدالتی چارہ جوئی کی نوبت آئے تو اس میعاد کا بھی خیال رکھا جاے جو قانون رائج الوقت نے قرار دیدی ہے ، اگرچہ اسلام مین تمادی یعنی میعاد نالش کا گذر جانا کوئی چیز نہین ہے بلکہ ایسا عذر ناجائز ہے لیکن قانون دیوانی مین میعاد ایک ضروری چیز ہے اسلئے مہر کی نالشون کی بھی تین سال کی میعاد ہے۔

مہر معجل کی وصولی کی میعاد اُس وقت سے شروع ہوگی جب تقاضا کیا گیا ہو اور ادائیگی سے انکار کیا گیا ہو لیکن جب کہ اثناے ازدواج مین تقاضا نہ کیا جاے تو وفات یا طلاق کی وجہ سے جب کہ اختتام زوجیت ہوجاے ، مہر موجل کی میعاد بھی تین سال ہے اور یہ اس وقت شروع ہوگی جب کہ خاوند مرجاے یا طلاق ہوجاے۔

نان ونفقہ | مہر کے بعد نان ونفقہ ہے اور یہ دونون چیزین ایسی ہین کہ جن کی وجہ سے بھی مرد کو عورت پر فضیلت دی گئی ہے :۔

اَلرِّجَالُ قَوَّامُوْنَ عَلَی النِّسَآءِ بِمَا فَضَّلَ اللّٰہُ بَعْضَھُمْ عَلٰی بَعْضٍ وَّبِمَآ اَنْفَقُوْا مِنْ اَمْوَالِھِمْ

مرد عورتون کے سر دھرے ہین (اس کے دو) سبب ہین ، ایک یہ کہ آدمیون مین اللہ نے بعض (یعنی مردون) کو بعض (یعنی عورتون) پر (دل کی مضبوطی اور جسمانی توانائی مین) برتری

دی ہے اور دوسرا سبب یہ ہے کہ مردون نے
(عورتون پر) اپنا مال خرچ کیا ہے۔

پس مردون کو چاہئے کہ عورتون کا مہراور نان و نفقہ برابر کشادہ دلی کیساتھ دیتے ہین جو عورت کا ایک خاص حق ہی نفقہ کی کوئی حد معین نہین البتہ اُس دستور کو دیکھنا چاہیئے جو اُس شہر یا قوم یا قبیلہ اور خاندان مین ہوتا ہے، مرد اور عورت کی ذاتی حیثیت کا بھی لحاظ رکھا گیا ہے اگر مرد کی حیثیت زیادہ ہے اور عورت کی کم تو مرد کی حیثیت کے مطابق اور جو مرد حیثیت مین کم ہے، عورت زائد ہے تو بین بین یعنی مرد کی حیثیت سے کچھ زائد، عورت کی حیثیت سے کچھہ کم نان و نفقہ کی مقدار ہوتی ہے اور اس صورت مین جتنا مرد سے بہم پہونچے وہ ادا کرے باقی بطور قرض کے رہے گا، اور بوقت مقدور اُس کو ادا کرنا ہوگا نان نفقہ کی نالش عدالت مین بصیغۂ فوجداری سماعت ہوتی ہے نفقہ اُس وقت تک لازم رہتا ہے جبتک کہ عورت غیر مطلقہ اور فرمان بردار رہے لیکن طلاق کی صورت مین بھی زمانہ عدت تک اس قدر گزارہ کی مستحق ہے جس قدر کہ طلاق سے پیشتر تھی، بہ شرطیکہ جائے سکونت اور عام چلن کے متعلق شوہر کی تابع فرمان رہے عدت کے بعد بھی نان نفقہ قائم رہتا ہی بشرطیکہ طلاق ایسی حالت مین واقع ہو کہ عورت کی گود مین دودھ پیتا بچہ موجود ہو اوس کے لئے بھی قرآن مجید نے

ایک خاص قاعدہ مقرر کردیا ہے۔

وَالْوَالِدَاتُ يُرْضِعْنَ أَوْلَادَهُنَّ حَوْلَيْنِ كَامِلَيْنِ لِمَنْ أَرَادَ أَنْ يُتِمَّ الرَّضَاعَةَ ۚ وَعَلَى الْمَوْلُودِ لَهُ رِزْقُهُنَّ وَكِسْوَتُهُنَّ بِالْمَعْرُوفِ ۚ لَا تُكَلَّفُ نَفْسٌ إِلَّا وُسْعَهَا ۚ لَا تُضَارَّ وَالِدَةٌ بِوَلَدِهَا وَلَا مَوْلُودٌ لَهُ بِوَلَدِهِ ۚ وَعَلَى الْوَارِثِ مِثْلُ ذَٰلِكَ ۗ فَإِنْ أَرَادَا فِصَالًا عَنْ تَرَاضٍ مِنْهُمَا وَتَشَاوُرٍ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا ۗ وَإِنْ أَرَدْتُمْ أَنْ تَسْتَرْضِعُوا أَوْلَادَكُمْ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ إِذَا سَلَّمْتُمْ مَا آتَيْتُمْ بِالْمَعْرُوفِ ۗ وَاتَّقُوا اللَّهَ وَاعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرٌ ۝

اور بچے والیان اپنے بچون کو پورے دو برس دودھ پلائین یہ اُس کے لئے جو دودھ پلانے کی مدت کو پورا کرنا چاہے اور جس شخص کا بچہ ہے اُس پر دستور کے مطابق اُن کا کھانا اور اُن کا کپڑا دینا ہے، کوئی شخص تکلیف نہین دیا جاتا مگر بقدر اُس کی طاقت کے نہ ضرر مین ڈالی جاوے کوئی ماں بسبب اُس کے بچہ کے اور نہ وہ جس کا بچہ ہے بسبب اُسکے بچے کے اور وارث پر بھی اُسی کی مانند ہے پھر اگر دونوں دودھ چھڑانے کا آپس کی رضامندی و مشورہ سے ارادہ کرین تو اُن پر کچھ گناہ نہین ہے اور اگر تم اپنی اولاد کو دودھ پلائیون سے دودھ پلوا لینا چاہو تو تم پر کچھ گناہ نہین ہے جب کہ حوالہ کردو جو کچھ تم نے کہا ہے نیکی سے اور ڈرو اللہ سے اور جان لو کہ بے شک اللہ جو کچھ تم کرتے ہو اُس کو دیکھتا ہے۔

حسن سلوک | خاوند پر واجب ہے کہ عورت کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آئے، حسن سلوک مین وہ تمام باتین شامل ہین جن سے عورت کے قلب کو شگفتگی حاصل ہو اگر کئی بیویان ہون تو سب کے ساتھ عدل و انصاف کا برتاو رکھے اس کو اپنے رشتہ دارون سے ملنے دے دینی، تمدنی، معاشرتی کامون مین حصہ لینے مین مزاحمت نہ کرے۔

تعلیم مسائل دینی | عورت کا شوہر پر یہ بھی حق ہے کہ وہ عورت کو دینی مسائل اور احکام شرعی جن کا تعلق عورتون سے ہے یا جنکی ضرورت پیش آتی رہتی ہے تعلیم دے اور اگر خود نہ معلوم ہون تو علماء سے معلوم کرکے بتائے یا وعظ وغیرہ کے ذریعہ سے تعلیم کراتا رہے ورنہ اُن احکام کی عدم تعمیل کی ذمہ داری قیامت کے دن شوہر پر ہوگی۔

حقوق شوہر

عورت پر واجب ہے کہ شوہر کے گھر مین سکونت رکھے عقد کے وقت سے عفت مآب رہے اور اُس کے اُن تمام احکام کی جو شرعاً جائز ہون تعمیل کرے اور شوہر کو خوش رکھنے کے لئے کوئی دقیقہ اُٹھا نہ رکھے

اختیارات زوجین

اختیارات زوجہ

عورت کو حق حاصل ہے کہ بوجہ عدم ادائیگی" مہر" خاوند کے ساتھ رہنے سے انکار کردے اور اگر خاوند اس گھرمین بدچلنی کا ارتکاب کرے تو عورت مجاز ہے کہ خاوند سے علٰحدہ رہ کر گزارہ حاصل کرنے کی درخواست حاکم سے کرے، اگر مرد کی طرف سے کوئی نامناسب برتاو ہو تو وہ قاضی (حاکم) کی عدالت مین چارہ جوئی کرسکتی ہے اور اس امر کی بھی مجاز ہے کہ خاوند سے تفریق چاہے، اگر سخت تشدد کیا جاے یا تشدد کی دہمکی دی جاے اور خصوصاً جب کہ شوہر اُن فرائض کو ادا نہ کرے جو بروے شرع خاوند کے ذمہ عائد ہین تو عورت ساتھہ رہنے سے انکار کرسکتی ہے اور اُس پر اعادۂ حقوق زناشوئی کا دعوی نہین ہوسکتا اور اگر اس طرح زوجہ خاوند کے ساتھہ رہنے سے انکار کرے یا خاوند اُسکو گھر سے نکال دے یا چھوڑ کر کہین چلا جاے تو عدالتی چارہ جوئی کرکے گزارہ معتد کرا سکتی ہے، اگر خاوند زوجہ کی نسبت ایسے الفاظ استعمال کرے جن کے معنے یہ ہون کہ وہ مثل ماں کے یا دیگر محرمات کے

اُس پر حرام ہے تو عورت کو یہ حق حاصل ہے کہ جب تک خاوند شرعی توبہ وکفارہ نہ ادا کرے تو وہ اُس کے پاس رہنے سے انکار کر دے اور درخواست کرے کہ یا توتو بہ کرائی جائے یا باقاعدہ طلاق دلائی جائے ۔

کفارہ مرد کے لئے ایک سزا ہے جسکی تعمیل مین اُس کو ایک غلام[ل] آزاد کرنا چاہئے اور اگر غلام آزاد کرنے کی استطاعت نہ ہو تو دو ماہ کے مسلسل روزے

[ل] اسلام نے اگرچہ چند شرائط کے ساتھہ غلامی کو جائز قرار دیا ہے اور پھر غلامون کے ساتھ جس قسم کے سلوک و معاملت کی ہدایت کی ہے اُس پر نظر کرتے ہوے تو غلامی آج کل کی آزادی سے بہتر ہے ، نظام تمدن کے قیام کیلئے فرق مراتب اور امتیاز مدارج کی ضرورت ناگزیر ہے ، کچھہ لوگ ایسے ہونے چاہئین جو اپنی ثروت و قدرت کے باعث ممتاز اور آزاد ہون اور دوسرے لوگ اُن کے دست نگر اور پابند خواہ اُن کو آقا و نوکر سے تعبیر کرو یا مالک و غلام سے ، فرق اگر ہے تو صرف اس قدر کہ نوکرون کو اُن کی محنت کا معاوضہ ماہانہ ملتا ہے اور غلامون کی محنت کا معاوضہ یکبارگی اور پیشگی ادا کر دیا جاتا ہے جدید مذاق تہذیب اول الذکر معاملہ کو جائز قرار دیتا ہے اور آخر الذکر کے نام سے کانون پر ہاتھہ دہرتا ہے لیکن ہمدردی بنی نوع پر نظر کرو اور اُن احکام کو بغور پڑھو جو اسلام نے غلامون کے ساتھہ حسن معاملت کے متعلق صادر کئے ہین تو یہ امر روز روشن کی طرح ظاہر ہو جاتا ہے کہ اسلام کی غلامی کو موجودہ طرز عمل پر ترجیح ہے ۔ تنخواہ مین نوکرون کی ضروریات کا لحاظ بہت کم رکھا جاتا ہے اور یہی وجہ ہے کہ ادنیٰ درجہ کے

رکھنے چاہئین اور اگر روزے بھی نہ رکھ سکے تو ساٹھہ مسکینون کو کھانا کھلاے ۔

عورت پر بدکاری کا الزام لگانے سے شرعاً "لعان" واجب ہوتا ہے اور بعد لعان حاکم اُن مین تفریق کر دیتا ہے ، بے رحمی سے پیش آنے یا حقوق زوجیت ادا نہ کرنے یا گزارہ دینے مین عمداً غفلت کرنے یا گزارہ

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ)

لازم اپنی زندگی بڑی عسرت اور مصیبت کے ساتھہ بسر کرنے مین برخلاف اس کے اسلام نے غلامون کی تمام ضروریات زندگی کی کفالت کا ذمہ دار مالک کو قرار دیا ہے بلکہ آن حضرت صلے اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام کے حالات زندگی پڑھے جائین تو ثابت ہوگا کہ غلامون کے ساتھہ مساوات برتی جاتی تہی ۔ خلیفۂ اسلام حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب فتح بیت المقدس کے لئے تشریف لے گئے تو راستہ مین باری باری سے آپ کا غلام اور آپ اونٹ پر سوار ہوتے تھے ، جب غلام سوار ہوتا تھا تو آپ اونٹ کی مہار لیکر آگے آگے چلتے تھے اور جب آپ سوار ہوتے تھے تو غلام مہار پکڑکر چلتا تھا ۔ لیکن با این ہمہ غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ شارع کا مقصود اس رسم کو بند یا کم سے کم کم کرنے کا ضرور تھا یہی وجہ ہے کہ متعدد معاصی وجرائم کے کفارہ مین غلامون کا آزاد کرنا لازم قرار دیا پھر اُن کے آزاد کرنے کے ثواب واجر کا جابجا ذکر کرکے لوگون مین بلا کفارہ بھی غلام آزاد کرنے کی تشویق وترغیب

دینے کے ناقابل ہو جانے سے عورت کو طلاق لینے کا حق حاصل ہوتا ہے۔

اس قسم کے واقعی تشدد کی وجہ سے یا ایسے تشدد کے معقول اندیشہ سے جس سے عورت کی صحت وسلامتی خطرہ مین پڑے ، زوجہ خاوند کے گھر سے نکل جانے کی مجاز ہے ، لیکن وہ اُس کی زوجہ رہے گی ، اور جب تک طلاق حاصل نہ ہو نکاح ثانی نہ کرسکے گی اور شوہر اُس وقت گزارہ دینے کا ذمہ دار رہے گا جب تک کہ عورت خوش چین رہے "مہر" کی بھی ذمہ داری بدستور باقی رہیگی اور جب تک اُس کو طلاق نہ ملے وہ ترکہ اور وراثت مین حق دار رہتی ہے ، اگر شوہر چاہے کہ وہ اُسکو محروم کرنے کے لئے اپنی جائداد کی وصیت کردے تو اگر اُس کی وصیت مین

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ)

پیدا کی ۔ ایسے متعدد احکام بیان کئے ، جن سے بعض صورتون مین غلام خود بخود آزاد ہو جاتے ہین ، یہ احکام برائے گفتن ہی نہ تھے بلکہ اُن پر ہر زمانہ مین عمل ہوتا رہا تاریخ سے ثابت ہوتا ہے کہ غلام ترقی کرتے کرتے بادشاہت کے درجہ پر فائز ہوے اور وہی کنیزکین جو مملوکہ کی حیثیت سے گھر مین داخل ہوئی تھین مالکہ اور ملکہ کی حیثیت مین نمایان ہوئین ، دوسری اقوام وممالک مین غلامی کی رسم جاری تھی لیکن وہان کے غلامون کو ابھرنا نصیب نہین ہوا اور غلامی کا طوق مرتے دم تک اُن کے گلون سے نہ نکل سکا۔

کوئی شرعی سقم نہ ہو تو بعد منہائی ایک ثلث وصیت کے بقیہ ترکہ مین عورت اپنے حصہ شرعی کی مستحق رہیگی۔

عورت اپنی جائداد کے متعلق پورا حق کو اختیار رکھتی ہے، اور عقد کے بعد بھی یہ حق و اختیار قائم رہتا ہے اور بغیر خاوند کی اجازت کے وہ اپنی جائداد کے متعلق ہر طرح کا معاہدہ کرسکتی ہے اس کو منتقل کرنے کا اختیار رکھتی ہے، خاوند کا کوئی شرعی و قانونی دباؤ نہین ہوتا ساری ذمہ واریان اُسی کی ذات پر عائد ہوتی ہین۔

اختیارات شوہر	نافرمان زوجہ کے خلاف شوہر کو اختیار ہے کہ وہ اُسکو

طلاق دے، اُس کو گزارہ دینے سے انکار کرے، اعادہ حقوق زناشوئی کی نالش کرے اور ایسی نالش مین جو ڈگری صادر ہوگی اُس کی تعمیل زوجہ پر واجب ہے۔ اسکو تادیباً کسی خطا پر خفیف بدنی سزا بھی دی جاسکتی ہے اگر زوجہ بدچلن ہو اور شوہر کے گھر سے چلی جاے تو وہ کسی گزارہ پانے کی مستحق نہ ہوگی۔

باہمی اخلاص و محبت

باایں ہمہ مساوات، تحفظ حقوق و اختیارات جن کو تم نے پڑھا ہے یاد رکھنا چاہیئے کہ خانگی خوشیوں اور معاشرتی مسرتوں اور گھر کے انتظام کا بہت بڑا دارو مدار نیک عورت پر ہوتا ہے۔

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ:۔

اَلدُّنیَا مَتَاعٌ وَخَیرُ مَتَاعِ الدُّنیَا اَلمَرْأَۃُ الصَّالِحَۃُ	دنیا ایک پونجی ہے اور دنیا کی بہتر پونجی صالحہ بی بی ہے۔

پھر قریش کی عورتوں کی اس طرح تعریف کی ہے

خَیرُ نِسَاءٍ رَکِبنَ الاِبِلَ نِسَاءُ قُرَیشٍ اَحنَاہُ عَلٰی وَلَدٍ فِی صِغَرِہٖ وَاَرعَاہُ عَلٰی زَوجٍ فِی ذَاتِ یَدِہٖ	جتنی عورتیں اونٹوں پر سوار ہوتی ہیں اُن میں سب سے بہتر قریش کی عورتیں ہیں سب آدمیوں سے زیادہ اُن کو اپنے بچہ کے ساتھ اُس کے بچپنے میں محبت ہوتی ہے اور سب سے زیادہ اپنے خاوند کے مال کی حفاظت کرتی ہیں۔

اب غور کرنا چاہئے کہ تدبیر منزل کے تمام انتظام صرف انھیں دو بانوؤن پر مبنی ہوتے ہین ، پس اگر عورتین نیک ہین تو اُن کے گھر کو دنیا مین ہی خداوندکریم ایک نمونہ جنت بنا دیگا اور ہر قسم کی مسرتین اُن کو حاصل ہونگی ، تم مثال کے لئے پہلے اُس غریب گھر کو دیکھو جسمین ۲۴ گھنٹہ کے بعد آدھا پیٹ کھانا نصیب ہوتا ہے اور کبھی وہ وقت نہین بھی ہوتا لیکن جب خاوند باہر سے آتا ہے تو وہ بی بی کو اور بی بی اُس کو دیکھکر باغ باغ ہو جاتے ہین ، ایک ننھا بچہ کھیلتا ہوتا ہے دونون کی محبت کی شعاعین متحد ہوکر اُس پر پڑتی ہین جو کچھہ خدا نے دیا ہے اُس کو صبر وشکر کے ساتھ کھاتے پہنتے ہین ایک دوسرے کی راحت اور آرام کے خیال مین محو رہتے ہین اور دلی راحت وسکون کا لطف حاصل کرتے ہین ، دیکھنے والے دیکھتے ہین کہ جہان اُسی گھر مین ایک مٹی کا ٹمٹماتا ہوا چراغ نظر آتا ہے وہین نور الٰہی کی شعاعین جلوہ افگن ہوتی ہین ۔

اب تم اُس ایوان امارت مین جاؤ جہان دنیا بھر کے اسباب آسائش وآرام جمع ہین مگر خاوند اور بیوی مین محبت نہین وہان ایک تاریکی چھائی ہوئی ہے جس مین دلی بے چینیون کے بچھو ہر طرف سے ڈنک مارتے ہین ، اور رنج وآلام کے اژدہے نگلنے کو دوڑتے ہین

اِس مین شک نہین کہ مرد اور عورتون کے حقوق اسلام مین برابر ہین لیکن عورتین ضعیف اور جنس لطیف ہین مرد اُن کے نگران اور اُنکی ضرورتیات کے کفیل ہوتے ہین اس لئے لامحالہ مرد عورتون پر درجہ فوقیت رکھتے ہین اور اِس پر جس قدر غور کیا جاے خداوند کریم کی ایک حکمت معلوم ہوتی ہے۔

ذیل مین چند حدیثین تحریر کی جاتی ہین جن سے معلوم ہوگا کہ خاوند کا کیا درجہ ہے اور عورتون کی نیکی کا کیا معیار ہے۔

عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلْمَرْءَةُ اِذَا صَلَّتْ خَمْسَهَا وَصَامَتْ شَهْرَهَا وَاَحْصَنَتْ فَرْجَهَا وَاَطَاعَتْ بَعْلَهَا فَلْتَدْخُلْ مِنْ اَيِّ اَبْوَابِ الْجَنَّةِ شَاءَتْ

حضرت انس کہتے ہین کہ جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عورت نے جب پنج وقتہ نماز ادا کی (جو اُس پر فرض ہے) اور مہینہ بھر کے روزے رکھے اور پاکدامنی اختیار کی اور شوہر کی فرمان برداری بجالائی تو جنت کے دروازون مین سے جس دروازہ سے چاہے داخل ہوگی۔

عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَوْ اَمَرْتُ اَحَدًا اَنْ يَسْجُدَ لِاَحَدٍ لَاَمَرْتُ الْمَرْءَةَ اَنْ تَسْجُدَ

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ سے روایت ہے کہ جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر مین کسی کو کسی کے لئے سجدہ کرنے کا حکم دیتا تو عورت کو حکم دیتا کہ اپنے شوہر کو

لِزَوْجِهَا وَلَوْ اَنَّ رَجُلًا اَمَرَ امْرَءَةً
اَنْ تَنْتَقِلَ مِنْ جَبَلِ اَحْمَرَ اِلَى جَبَلِ اَسْوَدَ
وَمِنْ جَبَلِ اَسْوَدَ اِلَى جَبَلِ اَحْمَرَ
لَكَانَ نَوْلُهَا اَنْ تَفْعَلَ۔ (ابن ماجه)

سجدہ کرے اور اگر مرد عورت کو حکم دے
کہ لال پہاڑ کے پتھر کالے اور کالے پہاڑ کے
پتھر لال کی طرف ڈھو کر لیجاے تو ایسا
کرنا اُسے لایق و سزاوار ہے"

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قِيْلَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَیُّ النِّسَاءِ
خَيْرٌ قَالَ الَّتِیْ تَسُرُّهٗ اِذَا نَظَرَ وَ
تُطِيْعُهٗ اِذَا اَمَرَ وَلَا تُخَالِفُهٗ فِیْ
نَفْسِهَا وَلَا فِیْ مَالِهَا بِمَا يَكْرَهُ۔ نسائی

حضرت ابو ہریرہؓ کہتے ہین کہ جناب
پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے
کسی نے عرض کیا کہ عورتون مین بہتر
کونسی عورت ہے، فرمایا کہ" وہ کہ جب مرد
اُس کو دیکھے تو اُسے خوش و شادان
کر دے، مرد حکم کرے تو اُس حکم کو
بجالاوے، اور اپنی جان و مال مین
اُس کی کسی ایسی بات مین مخالفت نہ کرے
جو اُسے ناگوار گزرے"

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى
اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَرْبَعٌ مَنْ
اُعْطِيَهُنَّ فَقَدْ اُعْطِىَ خَيْرَ الدُّنْيَا
وَالْاٰخِرَةِ قَلْبٌ شَاكِرٌ وَلِسَانٌ

حضرت ابن عباس سے روایت ہے
کہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا کہ" جس شخص کو چار چیزین دیگئین
اُس کو دنیا و دین دونون کی فلاح و خیر

ذَاكِرًا وَبَدَنًا عَلَى الْبَلَاءِ صَابِرًا وَزَوْجَةً لَا تَبْغِيْهِ حَوْنًا فِيْ نَفْسِهَا وَلَا فِيْ مَالِهِ۔	دی گئی (۱) قلب شاکر (۲) زبان ذاکر (۳) جسم صابر (۴) عورت جو نہ تو اپنی ذات ہی مین شوہر کی خیانت کرنی چاہے اور نہ خاوند کے مال ہی مین" یعنی ایک امانت دار اور عفت مآب بیوی ہو۔

شوہر کی اطاعت کا درجہ والدین کی اطاعت کے درجہ سے بھی بڑھا ہوا ہے والدین کی اطاعت اگرچہ تمام اولاد پر فرض کی گئی ہے جس کا مختصر تذکرہ اس کتاب کے "باب آخر" مین ہے، لیکن شوہری حقوق کے لحاظ سے کتخدا عورتون پر والدین کی اطاعت کی وہ ذمہ داریان عائد نہین ہوتی ہین کیون کہ عورتون کے لئے خاوند کی اطاعت ہی سب سے افضل و اعلیٰ اور مقدم ہے لیکن یہ بات یاد رکھنی چاہیئے کہ خواہ خاوند ہو یا مان باپ اُن کی اطاعت اُسی وقت تک ضروری ہے جب تک کہ اُس مین خدا کا گناہ شامل نہ ہو حدیث نبوی ہے کہ:-

لَا طَاعَةَ لِلْمَخْلُوْقِ فِيْ مَعْصِيَةِ الْخَالِقِ	خدا کے گناہ مین مخلوق کی طاعت واجب نہین ہے

اسلام نے مردون پر بھی حقوق اور ذمہ داریان عائد کی ہین اور ان دونون کے حقوق و ذمہ داریون کی اس طرح تقسیم کی جو ہر زمانہ کے تمدن بلکہ نشاء فطرت کے عین مطابق ہے۔

جہان خداوند تعالیٰ نے عورتون کو شوہرون کی فرمان برداری واطاعت کا حکم دیا ہے وہان مردون پر بھی اُن کی خبرداری اور دلجوئی اور ہر قسم کی کفالت عاید کی ہے ، حسن اخلاق کے ساتھہ پیش آنا جسکو لیُوکہ گویا عورتین پیاسی رہتی ہین فرض کردیا گیا ہے ، بدسلوکی سے زجر و تنبیہہ کے ساتھہ روکا گیا ہے ، تعدد ازواج کی حالت مین عدل کی اور طلاق و عدت مین خاص مراعات کی قیدین لگادی ہین ۔

حسن معاشرت کے متعلق صاف طور سے کلام مجید مین ذکر ہے ۔

وَعَاشِرُوهُنَّ بِالْمَعْرُوفِ فَاِنْ كَرِهْتُمُوهُنَّ فَعَسٰى اَنْ تَكْرَهُوْا شَيْئًا وَّيَجْعَلَ اللّٰهُ فِيْهِ خَيْرًا كَثِيْرًا	"اے مُسلمانو ! بیبیون کے ساتھہ حسن سلوک سے رہو سہو اور اگر تم کو کسی وجہ سے بی بی ناپسند عجب نہین کہ تم کو ایک چیز ناپسند ہو اور اللہ اُس مین بہت سی خیر و برکت دے "

آن حضرت صلے اللہ علیہ وسلم خود اپنی ازواج مطہرات کے ساتھہ ایک نمونہ تھے اور ایسے ہی عمدہ برتاؤ کی نصیحت آپ نے اپنی امت کو بھی فرمائی ہے اُن کے ساتھہ حسن خلق کو مستحب قرار دیا ہے اور اُن کی کج خلقی پر صبر کی ہدایت فرمائی ہے اور اس صبر کو حضرت ایوب علیہ السلام کے صبر کے مساوی قرار دیا ہے ، آپ نے صاف طور پر ارشاد فرمایا ہے کہ "جو آدمی اپنی عورتون کو مارتے ہین وہ بھلے آدمی نہین ہین "

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ فرماتی ہین کہ جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم مین خدا اور مخلوق کے نزدیک وہ بہت بہتر ہے جو اپنے اہل کے حق مین بہتر ثابت ہو اور مین اپنے اہل کے لئے بہت بہتر ہون"

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَيْرُكُمْ خَيْرُكُمْ لِأَهْلِهِ وَأَنَا خَيْرُكُمْ لِأَهْلِي۔ (ترمذی)

حضرت عائشہ سے مروی ہے کہ فرمایا حضور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ "تم مین بہتر وہ ہے کہ جو اپنے اہل کے ساتھ اچھا ہو اور مین اپنے اہل کے ساتھ تم سب سے اچھا ہون"۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَكْمَلُ الْمُؤْمِنِيْنَ إِيْمَانًا أَحْسَنُهُمْ خُلُقًا وَأَلْطَفُهُمْ لِأَهْلِهِ۔ (ترمذی)

حضرت ابو ہریرہ فرماتے ہین کہ فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے "مسلمانون مین کامل الایمان وہ ہے جو خلق مین اچھا ہو اور اپنے اہل کے لئے نرم ہو"

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَفْرَكْ مُؤْمِنٌ مُؤْمِنَةً إِنْ كَرِهَ مِنْهَا خُلُقًا رَضِيَ مِنْهَا آخَرَ۔ (مسلم)

ابو ہریرہ سے مروی ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے "ایماندار مرد ایماندار عورت سے بغض نہ کرے، اگر کوئی عادت اُس کی بُری معلوم ہوتی ہے تو دوسری عادت پسند آجائیگی۔

مختصر یہ کہ معاشرت مین ایک کو دوسرے کا پاس و ادب اور آپس کے مراتب کا لحاظ رکھنا دونون کے لئے ضروری ہے بیویون کو شوہرون کی اطاعت کی ترغیب ان الفاظ مین دی گئی ہے کہ :۔

لَوْ اَمَرْتُ اَحَدًا اَنْ يَّسْجُدَ لِاَحَدٍ لَاَمَرْتُ الْمَرْأَةَ اَنْ تَسْجُدَ لِزَوْجِهَا (مشکوٰۃ)	اگر مین حکم دیتا کسی کو کسی کے لئے سجدہ کرنے کا تو عورت کو حکم دیتا کہ وہ اپنے خاوند کو سجدہ کرے ۔

تو مردون کے کامل الایمان ہونے کی نشانی یہ بتائی گئی ہے کہ :۔

اَكْمَلُ الْمُؤْمِنِيْنَ اِيْمَانًا اَحْسَنُهُمْ خُلُقًا وَخِيَارُكُمْ خِيَارُكُمْ لِنِسَآئِكُمْ (مشکوٰۃ)	مومنین مین سے بلحاظ ایمان کے کمل وہ شخص ہے جو خلق کے لحاظ سے اچھا ہو اور تم مین بہتر وہ شخص ہے جو اپنی عورتون کے ساتھ اچھا ہو۔

عورت اگر مرد کی پردہ پوش، رازدار، راحت رسان، اور باعث زینت ہے تو مرد عورت کا :۔

هُنَّ لِبَاسٌ لَّكُمْ وَاَنْتُمْ لِبَاسٌ لَّهُنَّ	عورتین تمہاری پوشاک ہین اور تم اُنکی پوشاک ہو ۔

چونکہ لباس پردہ پوش اور جسم کو ڈھکنے والا ہوتا ہے اسلئے عورت اور مرد کو ایک دوسرے کا لباس کہا گیا ہے کہ وہ ایک دوسری کی پردہ پوشی کرین اور ظاہر ہے کہ حسن معاشرت کے لئے اس کی کس قدر ضرورت ہے +

زوجین مین تفریق

جس طرح نکاح سے عورت و مرد مین تعلقات زوجیت قائم ہوتے ہین اور زندگی مین مشارکت پیدا ہوتی ہے اسی طرح وفات ، طلاق و خلع اُن تعلقات کو قطع کرنے اور مشارکت کو جُدا کرنے کا باعث ہین اور اُن کے متعلق اسلام مین خاص قواعد ہین ۔

وفات زوجین مین سے کسی ایک کے انتقال ہونے کے بعد قدرتی طور پر کامل تفریق ہوجاتی ہے ۔

طلاق مرد کی خواہش سے جب تفریق عمل مین آئے تو اُس کو طلاق کہتے ہین ، لیکن اِس کو بدرجہ مجبوری آخری ذریعہ تفریق قرار دیا گیا ہے حدیث شریف مین ہے :-

اَبْغَضُ الْحَلَالِ اِلَی اللّٰہِ الطَّلَاقُ ۔

بہت ناپسند حلال چیزون مین اللہ کے نزدیک طلاق ہے ۔

پھر دوسری حدیث مین ہے :-

لَاخَلَقَ اللّٰهُ شَيْئًا عَلٰى وَجْهِ الْاَرْضِ اَبْغَضَ اِلَيْهِ مِنَ الطَّلَاقِ۔

نہین پیدا کی اللہ نے روے زمین پر کوئی چیز جائز چیزون مین سے کہ بہت بری ہو اُسکے نزدیک طلاق سے۔

پس ظاہر ہے کہ طلاق سے زیادہ کوئی مبغوض و بدترین چیز نہین ہے مگر چونکہ اکثر خانگی زندگیون مین ناگوار تعلقات پیدا ہو جاتے ہین اس لئے طلاق کی اجازت دی گئی اور اُس کو ایسی شرائط کے ساتھہ مشروط اور قیود کر ساتھ مقید کیا گیا جن سے فریقین کو ایک مرتبہ اپنی حالتون پر غور کرنے کا موقع ملے اور اگر وہ چاہین تو اُس حالت کو تبدیل کرلین یا جب غور وخوض کے بعد بھی وہی راے قائم رہے تو آسانی کے ساتھ تعلقات قطع ہو جائین اور عورت کی آیندہ زندگی بھی برباد نہ ہو طلاق کے معنی اصطلاح شرع مین قید نکاح کے زائل کرنے کے ہین اس لئے جب منکوحہ کی طرف الفاظ طلاق کی نسبت کی جاے تو طلاق واقع ہوجائیگی خواہ وہ الفاظ اس قید نکاح کے زائل کرنے کیلئے وضع کئے گئے ہون یا اس معنی مین مستعمل ہون یا اُن سے یہ معنی نکل سکتے ہون البتہ بلحاظ مدارج کے احکام مین فرق ہے مثلاً جو الفاظ اس معنی ہی کیلئے بنائے گئے ہون اور صاف طور پر اُن سے یہ معنی مفہوم ہوتے ہون توخواہ طلاق کی نیت ہو یا نہ ہو طلاق واقع ہو جاے گی لیکن اگر وہ الفاظ اس معنی کے لئے نہ بنائے گئے ہون اور صاف طور پر اُن سے یہ معنی نہ سمجھے جاتے

ہون یا دوسرے معنی کا بھی احتمال ہو تو ایسی صورت ہین نیت طلاق کے بغیر طلاق واقع نہ ہوگی پہلی قسم کے الفاظ کو الفاظ صریح اور دوسری قسم کے الفاظ کو الفاظ کنایہ کہتے ہین اور ان سے جو طلاق واقع ہو وہ بھی طلاق صریح یا طلاق کنایہ کہلاتی ہے ۔

طلاق کی تعریف ہین نسبت کی قید اس لئے بڑہائی گئی ہے کہ اگر ان الفاظ کی نسبت عورت کی طرف نہ کی جاے تو طلاق واقع نہ ہوگی ۔ نسبت کے لئے یہ ضرور نہین ھے کہ عورت کو مخاطب ہی کیا جاے بلکہ نام وغیرہ سے طلاق دینا بھی کافی ہے ۔

طلاق بہ لحاظ حکم کے تین قسم پر منقسم ھے ۔ رجعی ، بائن ، مغلظہ

(۱) رجعی سے مراد یہ ہے کہ ایک یا دو طلاق صریح دی جائین ، اِس طلاق ہین عدت گزرنے سے قبل بلا جدید نکاح کے رجوع کرنے کا حق رہتا ہے لیکن عدت گزرنے کے بعد بغیر تجدید نکاح تعلقات زوجیت قائم نہین ہو سکتے چونکہ زمانۂ عدت ہین رجوع کا حق رہتا ہے اسی مناسبت سے اس طلاق کا نام طلاق رجعی رکھا گیا ہے یہ رعایت اس لئے کی گئی ہے کہ بعض اوقات انسان پر اشتعال یا غصہ ہین مجنونون کی حالت طاری ہو جاتی ہے ، اور بغیر اندیشۂ انجام ایسے لفظ موتھ سے نکال دیتا ہے اس لئے غور کرنے اور سوچنے کا موقع دیا گیا ہے کہ تعلقات زوجیت

ایک دم منقطع نہ ہو جائین اور زمانہ عدت چونکہ ایک وسیع زمانہ ہے اس مین انسان تمام باتون پر غور کرسکتا ہے اُس کا غصہ بھی ٹھنڈا ہو جائے گا، اشتعال بھی جاتا رہے گا اس لئے تمام نشیب و فراز سمجھکر تعلقات منقطع کرے گا، چنانچہ اس کی بابت کلام مجید مین ہے:۔

اَلطَّلَاقُ مَرَّتٰنِ فَاِمْسَاكٌۢ بِمَعْرُوْفٍ اَوْ تَسْرِيْحٌۢ بِاِحْسَانٍ ط

یعنی طلاق (جسکے بعد رجوع بھی ہوسکتا ہے وہ تو دو ہی طلاقین ہین جو) دو دفعہ کرکے دیجائین پھر (دو طلاقون کے بعد یا تو) دستور کے موافق (زوجیت مین) رکھنا ہے یا حسن سلوک کے ساتھ رخصت کردینا ہے۔

(۲) بائن سے مراد وہ طلاق ہے جس مین الفاظ کنایہ کے ساتھ طلاق دیجائے یا طلاق رجعی کے الفاظ مین کوئی صفت زیادہ کردیجائے جس سے سختی و شدت مفہوم ہو۔

طلاقِ بائن مین اگرچہ بلا تجدید نکاح کے حق رجوع نہین رہتا تاہم یہ حق ضرور رہتا ہے کہ اگر طرفین رضامند ہون تو زمانہ عدت یا بعد مین زناشوئی کا اعادہ کرسکین۔

بین کے معنی جدائی کے ہین چونکہ اس طلاق سے فوراً شوہر اور بیوی مین بالکل جدائی واقع ہو جاتی ہے اور بلا نکاح جدید کے

رجوع کا حق باقی نہین رہتا اس لئے اس طلاق کو طلاق بائنہ کے ساتھ موسوم کیا گیا، بمقابلہ طلاق رجعی کے اس مین کسی قدر شدت سے اور حق بجانب ہے، کیونکہ جب اشتعالِ طبع انتہائی حد تک جسکو جنون کہنا چاہئے پہونچ جاوے تو اُس وقت جو کچھہ زبان سے نکلتا ہے صاف صاف نکلتا ہے کنایہ دار الفاظ یا مبہم فقرے اُسی وقت نکلتے ہین جبکہ حواس درست ہوتے ہین اور عقل مغلوب نہین ہوتی اس صورت مین سوچنے سمجھنے کے لئے کسی مہلت کا دینا بلا ضرورت تھا، پھر بھی اِس قدر رعایت کی گئی کہ اگر طرفین رضامند ہون تو تجدید نکاح سے پھر وہ تعلقات قائم ہو سکتے ہین۔

(۳) مغلظہ کی تعریف یہ ہے کہ ایک دفعہ یا بدفعات کم وقفہ سے یا زیادہ فصل سے تین طلاقین دی جائین یہ طلاق نہایت خطرناک ہے اور بجز ایک صورت کے کہ وہ بھی تقریباً ناممکن الوقوع ہے کوئی صورت اعادہ تعلقات کی نہین یعنی عدت گزرنے کے بعد عورت سے کوئی دوسرا شخص نکاح کرے اور اُن تعلقات کو برتے جو زن وشوہین فطری طور پر ہونے چاہئین نکاح کے وقت کسی قسم کا معاہدہ نہ ہو پھر وہ بلاجبر واکراہ طلاق دے، زمانہ عدت بھی گذر جائے اُس کے بعد کہین جاکر بصورت رضامندی طرفین نکاح درست ہوسکتا ہے۔

فَاِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهٗ مِنْ بَعْدُ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهٗ ؕ فَاِنْ طَلَّقَهَا فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَاۤ اَنْ يَّتَرَاجَعَاۤ اِنْ ظَنَّاۤ اَنْ يُّقِيْمَا حُدُوْدَ اللّٰهِ ؕ وَتِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ يُبَيِّنُهَا لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ ۝

اب عورت کو (تیسری بار) طلاق دیدی تو اسکے بعد جب تک عورت دوسرے شوہر سے نکاح نہ کرے اُسکے لئے حلال نہین ہوسکتی (ہان اگر دوسرا شوہر ہمبستر ہوکر) اُس کو طلاق دیدے تو دونون (میان بی بی) کو کچھ گناہ نہین کہ (پھر) ایک دوسرے کی طرف رجوع کرین بشرطیکہ دونون کو توقع ہو کہ اللہ کی (باندھی ہوئی) حدون پر قائم رہ سکین اور یہ اللہ کی (باندھی ہوئی حدین) ہین جنکو اُن لوگون کیلئے بیان فرمایا ہے جو سمجھتے ہین۔

نسائی شریف مین حدیث ہے کہ

عَنْ مَحْمُوْدِ بْنِ لَبِيْدٍ قَالَ اُخْبِرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ رَجُلٍ طَلَّقَ اِمْرَاَتَهٗ ثَلٰثَ تَطْلِيْقَاتٍ جَمِيْعًا فَقَامَ غَضْبَانَ ثُمَّ قَالَ اَيُلْعَبُ بِكِتَابِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ وَ اَنَا بَيْنَ اَظْهُرِكُمْ حَتّٰى قَامَ رَجُلٌ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَلَا اَقْتُلُهٗ (نسائی)

یعنی آن حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو جب معلوم ہوا کہ ایک شخص نے تین طلاقین یکبارگی دین تو آپ غضبناک ہوکر کھڑے ہو گئے اور فرمایا کہ میری موجودگی مین کتاب اللہ سے کھیل ہوتا ہے یکبارگی تین طلاق کی قرآن مجید مین اجازت نہین ؎

پس مذکورہ بالا آیت سے صاف طور پر ثابت ہے کہ یہہ طلاق

۲۸۹۱

تمام اُن تعلقات کو تھوڑی دیر مین درہم و برہم کر دیتا ہے اور اس غصہ و اشتعال کا نتیجہ بدترین صورت مین ظاہر ہوتا ہے اس طریق کا مدعا یہ ہے کہ اس معاملہ مین کامل غور و تحمل اور صبر کے ساتھ کام لیا جاے اور طلاق مغلظہ کے دینے سے احتراز رکھا جاے کیونکہ لعد کو اگر انفعال پیدا ہو تو اُسکی تلافی کی جا سکے ورنہ پھر حمیت و غیرت کا کبھی اقتضا نہ ہوگا کہ اس طریقہ سے جیسا کہ اوپر بیان ہوا تجدید نکاح ہو کر تعلقات قائم ہون اسیلئے آنحضرت صلعم نے یکبارگی تین طلاق سے منع فرمایا ہے تا کہ قطعاً تعلقات منقطع نہ ہو جائین۔

زبانی طلاق کے علاوہ تحریر کے ذریعہ سے بھی طلاق ہو سکتی ہے ایسی تحریر مین طلاق کا انتساب زوجہ کی طرف ہونا چاہئے خواہ اس طور پر کہ خطاب زوجہ کی طرف ہو یا دوسرے طریقہ سے لیکن اگر انتساب بطور خطاب کے ہو تو اس تحریر کا اُسکے پاس پہونچنا چاہئے۔

جو طلاق نامہ زوجہ کے باپ یا قاضی شہر کو دیا جاے تو وہ اُسی طرح سمجھا جاے گا کہ زوجہ کو دیا گیا، جو طلاق کسی جبر سے دی جاے یا شوہر نے خود نشی[1] چیزین استعمال کر کے نشہ کی حالت مین دی ہو تو وہ طلاق واقع ہو جاتی ہے لیکن نابالغ یا مجنون یا سوتے ہوے شخص کی طلاق واقع نہین ہوتی۔

اختیار طلاق مرد کو حاصل ہوتا ہے لیکن وہ اپنا یہ اختیار دوسرے کو بھی تفویض کر سکتا ہے حتی کہ خود اپنی بیوی کو اختیار دے سکتا ہے اور جب یہ اختیار یافتہ

[1] نشہ لانے والی۔

شخص اُس کو عمل مین لاے تو طلاق واقع ہو جاے گی۔

قانوناً یہ قیاس کیا گیا ہے کہ یہ اختیار یا تو فوراً استعمال کیا جاے یا بالکل استعمال نہ کیا جاے۔

عدالت یا قاضی کو بھی اختیار ہے کہ وہ اُن صورتون مین جو آیندہ مذکور ہین تفریق بین الزوجین کا حکم صادر کرے ایسا حکم عورت کی درخواست پر ہوگا، اور مندرجہ ذیل وجوہ پر تفریق ہوسکتی ہے :۔

(۱) خیار البلوغ یعنی بالغ ہونے کے بعد انکار کرنا۔

(۲) خاوند کا زوجہ کو بدکاری کی تہمت (لعان) لگانا اس صورت مین پھر کبھی ان کا نکاح نہین ہوسکتا۔

(۳) خاوند نان ونفقہ وغیرہ ترک کردے اور قاضی کے حکم پر بھی کہے کہ مین استطاعت نہین رکھتا۔

(۴) عقد نکاح کے وقت خاوند کی صحت ایسی خراب ہو کہ وہ مرد کے مفہوم مین نہ آسکتا ہو، بشرطیکہ عورت ثابت کردے کہ عورت کو اُسوقت علم نہ تھا اور اب تک صحت اُسی حالت مین ہے لیکن اس صورت مین اول قاضی ایک سال کی میعاد مقرر کریگا تاکہ معلوم ہوسکے کہ مرض قابل اندفاع ہے یا نہین، بعد انقضاے میعاد بھی اگر حالت وہی رہے جو سابق تھی تو قاضی تفریق کردیگا، ان تمام صورتون مین قاضی کا تفریق کردینا طلاق بائن

کے حکم مین ہو گا۔

طلاق ہمیشہ زمانہ طہر (پاکی) مین ہونا چاہئے یعنی تین طہرین تین طلاقین دے ایک ہی بار تینون نہ دے کیونکہ ایک بار تین طلاقین دینا بدعت ہے، اُس سے اجتناب چاہئے اور اگر تینون طلاقین ایک ہی مرتبہ دی جائین تو تینون طلاقین واقع ہو جائین گی، لیکن ایسی طلاقین دینے والا گنہگار ہو گا، اسی طرح ایک طہر مین تین طلاق دینا ناجائز ہے۔

خلع

اگرچہ شرعاً طلاق یا خواہش طلاق پسندیدہ نہین مگر چونکہ تعلقات زوجیت مین بعض اوقات عورتون کو بھی ایسی سخت ناگواری پیدا ہوتی ہے کہ اُن کا دل تفریق کو چاہتا ہے، اس لئے شرع نے اس خاص حالت کو بھی مدنظر رکھکر عورت کو ایک حق عطا کیا ہے جس کا نام خلع ہے لیکن اسکی نسبت بھی سخت تنبیہہ ہے کہ بغیر ناگزیر مجبوری کے خلع کی خواہش نہ کیجاے الاجب مجبوری ہو تو خلع ہوسکتا ہے اور مرد کو اس سے کچھہ مال دلوایا جاتا ہے یا ذمگی شوہر سے کچھہ معاف کرایا جاتا ہے، مگر اُس مال سے زیادہ نہین دلوایا جاتا جس قدر کہ مرد کی طرف سے اُس کو ملا ہے ؛۔

وَلَا يَحِلُّ لَكُمْ أَنْ تَأْخُذُوا مِمَّا آتَيْتُمُوهُنَّ شَيْئًا إِلَّا أَنْ يَخَافَا أَلَّا يُقِيمَا حُدُودَ اللَّهِ ۖ فَإِنْ خِفْتُمْ أَلَّا يُقِيمَا حُدُودَ اللَّهِ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا فِيمَا افْتَدَتْ بِهِ ۗ تِلْكَ حُدُودُ اللَّهِ فَلَا تَعْتَدُوهَا ۚ وَمَنْ يَتَعَدَّ حُدُودَ اللَّهِ

اور مردو! جو تم عورتون کو دے چکے ہو اُس مین سے تم کو کچھہ بھی واپس لینا جائز نہین مگر یہ کہ میان بیوی کو اس بات کا خوف ہو کہ خدا نے میان بیوی کے سلوک کی جو حدین ٹھیرادی ہین ان پر قائم نہین رہ سکینگے

فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ۝	تو اس صورت مین کہ تم لوگون کو اس بات کا خوف ہو کہ میان بیوی اللہ کی باندہی ہوئی حدون پر قائم نہین رہ سکین گے اور عورت اپنا پیچھا چھڑانے کی عوض کچھہ دے نکلے تو اس مین دونون پر کچھہ گناہ نہین یہ اللہ کی باندہی ہوئی حدین ہین تو اُن سے آگے مت بڑہو اور جو اللہ کی باندہی ہوئی حدون سے آگے بڑھ جائین تو یہی لوگ بر سرِ ناحق ہین"۔

مگر پھر بھی خلع مرد کی مرضی پر منحصر ہے لیکن راضی نہ ہونے کی صورت مین اگر حاکم ضرورت محسوس کرے تو شوہر کو فہمائش کر کے خود کرا سکتا ہے کیونکہ جب عورت کا دل پہٹ گیا ہو اور اُس کو خاوند سے قلبی نفرت پیدا ہو گئی ہو تو لامحالہ تفریق ہی مناسب ہوتی ہے۔

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے حضور مین ثابت بن قیس کی بیوی نے آکر عرض کیا کہ یا رسول اللہ مین ثابت بن قیس پر کسی طرح کا عیب نہین لگا سکتی نہ اُس کی عادت مین نہ دین مین لیکن مین کفر کو اسلام مین ناپسند رکھتی ہون یعنی منافق بننا نہین چاہتی۔

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا تم ثابت کا دیا ہوا

باغ اُنہیں واپس کردو گی، عرض کیا؛ جی ہاں رسول خدا صلعم نے ثابت سے فرمایا کہ باغ لے لو اور اُسے ایک طلاق دیدو۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ امْرَاَۃَ ثَابِتِ بْنِ قَیْسٍ اَتَتِ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ ثَابِتُ بْنُ قَیْسٍ اَمَا اِنِّیْ مَا اَعِیْبُ عَلَیْہِ فِیْ خُلُقٍ وَلَا دِیْنٍ وَلٰکِنِّیْ اَکْرَہُ الْکُفْرَ فِی الْاِسْلَامِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَتَرُدِّیْنَ عَلَیْہِ حَدِیْقَتَہٗ قَالَتْ نَعَمْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَقْبِلِ الْحَدِیْقَۃَ وَطَلِّقْھَا تَطْلِیْقَۃً۔ (نسائی)

خلع مین جو معاوضہ مقرر کیا جاے اگر زوجہ ادا نہ کرے تو خلع ناجائز تصور نہین ہوگا اور نہ شوہر اعادہ حقوق زناشوئی کا مجاز ہے۔ البتہ معاوضہ مقررہ بذریعہ عدالت وصول کرسکتا ہے اور اگر عورت مہر کا دعوی کرے تو یہ عذر ہوسکتا ہے کہ وہ مہر چھوڑ چکی ہے، اگر یہ ثابت ہو کہ زوجہ کی درخواست پر خاوند نے اُس سے خلع کیا ہے لیکن کسی معاوضہ کی صراحت نہین ہوئی تھی تو اصح قول یہ ہے کہ مطالبۂ مہر جانبین سے ساقط ہوجاے گا یعنی نہ عورت مرد سے باقی ماندہ مہر لے سکتی ہے اور نہ مرد عورت سے ادا کردہ واپس کراسکتا ہے۔

ایلا، ظہار، لعان

طلاق وخلع کے علاوہ ایلا ظہار اور لعان بھی ایسے مسائل ہین جو سلسلہ طلاق کے سلسلہ مین لکھنے کے قابل ہین ۔

ایلاء اگر شوہر چار ماہ یا اُس سے زائد تک بیوی کے پاس جانے کی قسم کھائے تو اُس کو ایلا کہتے ہین ، اس قسم کی پابندی کو چار مہینے گذر جانے کی صورت مین حنفیون کے نزدیک خود بخود طلاق بائنہ ہوجائیگی مگر باقی اماموں کے نزدیک طلاق واقع نہین ہوتی البتہ مرد کو قید رکھا جائیگا کہ یا تو عورت کی طرف رجوع کرے یعنی تعلقات زوجیت بدستور رکھے اور کفارہ یمین دے یا طلاق دیکر عورت کو چھوڑ دے ، اگر طلاق دینے سے انکار کرے تو قاضی کی طرف سے احکام طلاق نافذ ہوجائین گے ۔

اور اگر چار ماہ کے اندر اس نے عورت کی طرف رجوع کیا تو صرف کفارہ یمین لازم ہوگا۔

ظہار بیوی یا اُس کے ایسے اجزا کو جن کا طلاق عرف مین

سلہ کفارۂ یمین تین روزے رکھنا یا دس محتاجون کو کھانا کھلانا یا اُن کو کپڑا دینا یا بردہ آزاد کرنا ہے ۱۲

تمام بدن پر ہوسکتا ہے محرمات ابدیہ کے ساتھ تشبیہ دینے کا نام ہے اسکی کئی صورتین ہین۔

۱۔ مان یا حقیقی بہن وغیرہ کے اُن اعضا کے ساتھ تشبیہ دیجاے جن کا دیکھنا بھی اُس کے لئے جائز نہین مثلاً کوئی شخص اپنی بیوی سے کہے کہ تو میرے لئے ایسی ہے جیسی میری مان کی پشت یا بطن وغیرہ۔ تو اس صورت مین ظہار واقع ہو جاے گا اور بصورت رجوع یعنی تعلقات زوجیت بدستور سابق رکھنے کے لئے کفارہ لازم آئے گا۔

۲۔ تشبیہ ایسے اعضا کے ساتھ نہ ہو لیکن تشبیہ کے ساتھ کچہہ ایسے الفاظ بھی ہون جن سے قطع تعلقات کی طرف صریح دلالت ہوتی ہو مثلاً کوئی اپنی بیوی سے کہے کہ تو میری مان کی طرح مجہپر حرام ہے یا تجھے اپنے اوپر اپنی مان کی طرح حرام سمجھتا ہون وعلیٰ ہذا القیاس اس صورت مین یا طلاق واقع ہوگی یا ظہار۔

اگر نیت طلاق تھی تو طلاق بائن واقع ہوگی اور اگر نیت ظہار تھی تو ظہار واقع ہوگا۔

۳۔ تشبیہ اُن اعضا کے ساتھ بھی نہ ہو جن کا اوپر تذکرہ کیا گیا ہے اور الفاظ قطع تعلقات کی طرف صریحی طور پر دلالت نہ کرتے ہون مثلاً یون کہے کہ تو میری مان کی طرح ہے یا تو میرے لئے ایسی ہے

جیسے میری ماں تو اس صورت میں کہنے والے کی نیت کے لحاظ سے مختلف حکم ہیں :-

(الف) اگر طلاق کی نیت ہے تو طلاق ہی واقع ہوگی ۔

(ب) اگر ظہار کی نیت ہے تو ظہار واقع ہوگا ۔

(ج) اگر اکراماً یا تعظیماً کہا ہے تو نہ طلاق واقع ہوگی نہ ظہار اسی طرح اگر کچھ بھی نیت نہ ہوگی تو یہ کلام لغو سمجھا جائے گا ، اور بے اثر رہے گا ۔

لعان | ایک طرح کی شدید قسمیں ہیں جس میں شوہر اور بیوی ایک دوسرے پر خدا کی لعنت بھیجتے ہیں اور جن کی وجہ سے مرد حد قذف[1] یعنی (اسی درے) کی مار سے اور عورت حد زنا (رجم یعنی سنگساری سے بچ جاتے ہیں ، اس کی صورت یہ ہے کہ اگر شوہر اپنی پاکباز عفیفہ اور غیر مُشتبہ بیوی پر زنا کی تہمت لگائے اور عورت قبول نہ کرے اور خاوند کو اس تہمت پر اصرار رہے ، لیکن اسکے ثبوت میں دو گواہ پیش نہ کر سکے تو وہ چار بار گواہی دے کہ بے شک میں اپنے دعوی میں سچا ہوں اور پانچویں بار کہے کہ اگر میں جھوٹا ہوں تو مجھپر خدا کی لعنت پڑے پھر اسی طرح چار مرتبہ عورت گواہی دے اور قسم کھائے کہ یہ مرد

[1] یہ سزائیں اسلامی تعزیر کی رو سے ہیں ۔

جھوٹا ہے اور پانچوین دفعہ کہے کہ اگر یہ مرد اپنے دعوے مین سچا ہے
تو مجھپر خدا کا غضب ہو

وَالَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ اَزْوَاجَهُمْ وَلَمْ يَكُنْ لَّهُمْ
شُهَدَآءُ اِلَّآ اَنْفُسُهُمْ فَشَهَادَةُ اَحَدِهِمْ
اَرْبَعُ شَهٰدٰتٍۢ بِاللّٰهِ اِنَّهٗ لَمِنَ الصّٰدِقِيْنَ
وَالْخَامِسَةُ اَنَّ لَعْنَتَ اللّٰهِ عَلَيْهِ اِنْ كَانَ
مِنَ الْكَاذِبِيْنَ ۝ وَيَدْرَؤُا عَنْهَا الْعَذَابَ
اَنْ تَشْهَدَ اَرْبَعَ شَهٰدٰتٍۢ بِاللّٰهِ اِنَّهٗ
لَمِنَ الْكَاذِبِيْنَ ۝ وَالْخَامِسَةَ اَنَّ غَضَبَ
اللّٰهِ عَلَيْهَآ اِنْ كَانَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ
وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَ
رَحْمَتُهٗ وَاَنَّ اللّٰهَ تَوَّابٌ حَكِيْمٌ ۝

اور جو لوگ اپنی بیبیون پر زنا کا عیب لگائین
اور بجز اپنے ان کا کوئی گواہ نہ ہو ایسے
مدعیون مین سے ہر ایک کا ثبوت یہی ہے
کہ وہ چار بار خدا کی قسم کھا کر بیان کرے
کہ بلاشک وشبہ (اپنے دعوی مین) سچا ہے
اور پانچوین (دفعہ) یون (کہے) کہ اگر وہ جھوٹ
بولتا ہو تو اُس پر اللہ کی لعنت ، اور
(مرد کے حلف کے پیچھے) عورت (کے سر پر)
سے اس طرح پر سزا ٹل سکتی ہے کہ وہ
چار بار خدا کی قسم کھا کر بیان کر دے کہ
یہ شخص سر تا سر جھوٹا ہے اور پانچوین بار
یون (کہے) کہ اگر یہ شخص (اپنے دعوے مین)
سچا ہو تو مجھپر خدا ہی کا غضب (پڑے)
اور اگر یہ بات نہ ہوتی کہ تم لوگون پر اللہ کا
فضل اور اُس کا کرم ہے (اور وہ اپنے

فضل وکرم سے تم کو یہ قاعدہ تعلیم فرماتا ہے
اور (نیز) یہ کہ اللہ بڑا توبہ قبول کرنے والا
(اور مصالح خانہ داری سے) واقف ہے تو
خانہ داریوں مین کیسے کچھ فسادات بپا نہ ہو گئے ہوتے

اس کے بعد حاکم ان دونوں مین تفریق کرا دے گا اور وہ عورت ہمیشہ کے لئے مرد پر حرام ہو جاے گی اور پھر کبھی باہم نکاح جائز نہ ہوگا

از روے قانون ظہار کی حالت مین عورت عدالت مین درخواست کر سکتی ہے کہ یا تو خاوند سے توبہ کرائی جاے یا اُس کو باقاعدہ طلاق دلایا جاوے تاکہ وہ مہر مؤجل کی مستحق ہو جاے اور نکاح ثانی کر سکے

لعان کی حالت مین بھی عورت عدالت سے طلاق حاصل کرنے کی نالش کر سکتی ہے اور ایسی نالش کا نتیجہ خواہ کچھ بھی ہو عورت کو از روے قانون حق حاصل ہے کہ وہ ازالہ حیثیت عرفی کی بھی نالش کرے۔

طلاق، خلع، ایلا، ظہار، لعان کے مسائل پر غائر نظر ڈالنے سے معلوم ہوتا ہے کہ ان تمام مسائل مین عورت کی حرمت و عزت اور ضروریات زندگی کا بدرجۂ اتم لحاظ رکھا گیا ہے اور تمام زیادتی و جبر کا انسداد کیا گیا ہے حتی کہ زبان سے بھی ایسے الفاظ ادا کرنے سے روکا گیا ہے، جس سے عورت کے اعزاز مین فرق آتا ہو۔

عدّت

اگرچہ شوہر کے مرنے یا طلاق و خلع واقع ہو جانے کے بعد تعلقات زوجیت منقطع ہو جاتے ہین لیکن اُن کے بعد عورت کو ایک زمانہ معین تک حالت صبر و انتظار مین بسر کرنا پڑتا ہے اور اس زمانہ مین اُس کو یہ امتیاز پیدا نہین ہوتا کہ وہ کسی دوسرے شخص سے نکاح کرلے، یہ زمانہ، زمانۂ عدت کہلاتا ہے، اِس کی غرض و غایت یہ ہے کہ اِس عرصہ مین اگر امید وغیرہ کا احتمال ہو تو ظاہر ہو جاے اور اگر یقین ہو تو بچہ پیدا ہو جاے اور بچہ کا نسب معلوم اور اُس کے پرورش کی ذمہ داری اور حقوق میراث وغیرہ کا مسئلہ صاف ہو جاے۔

زمانہ عدت کی میعاد مختلف صورتون کے لحاظ سے مختلف ہوتی ہے

(۱) شوہر کی وفات کی صورت مین عورت اگر حاملہ نہ ہو تو چار مہینے دس دن ہین اور اگر حمل ہو تو وضع حمل تک کا کامل زمانہ عدت مین شمار کیا جاتا ہے۔

(۲) طلاق اور خلع اور دیگر طور پر فسخ نکاح کی صورت مین اگر حمل ہو تو

وضع حمل تک عدت ہے۔

وَاُولَاتُ الْاَحْمَالِ اَجَلُهُنَّ اَنْ يَّضَعْنَ حَمْلَهُنَّ ؕ	اور جن کے پیٹ مین بچہ ہے اون کی عدت یہ ہے کہ جن دیوین پیٹ کا بچہ ۔

اور اگر حاملہ نہ ہو تو مدت عدت تین مرتبہ ایام ماہواری کا آنا ہے

وَالْمُطَلَّقَاتُ يَتَرَبَّصْنَ بِاَنْفُسِهِنَّ ثَلٰثَةَ قُرُوْٓءٍ ؕ	اور طلاق والی عورتین انتظار کراوین اپنے تئین تین ایام ماہواری تک ۔

نابالغ لڑکی یا ایسی ضعیف عورت کے لئے جسکو ایام ماہواری سے مایوسی ہوگئی ہو یا بسبب بیماری کے بند ہو گئے ہون تو تین مہینے کی مدت ہے۔

وَالّٰٓئِیْ يَئِسْنَ مِنَ الْمَحِيْضِ مِنْ نِّسَآئِكُمْ اِنِ ارْتَبْتُمْ فَعِدَّتُهُنَّ ثَلٰثَةُ اَشْهُرٍ وَّالّٰٓئِیْ لَمْ يَحِضْنَ ؕ	اور جو عورتین نا امید ہوئین حیض سے تمہاری عورتون مین اگر تم کو شبہ رہ گیا تو اُن کی عدت ہے تین مہینے اور ایسے ہی جن کو حیض نہین آیا۔

لیکن اگر طلاق قبل از عدت صحیحہ واقع ہو تو عدت کی ضرورت نہین ہے۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا نَكَحْتُمُ الْمُؤْمِنٰتِ ثُمَّ طَلَّقْتُمُوْهُنَّ مِنْ قَبْلِ اَنْ تَمَسُّوْهُنَّ فَمَا لَكُمْ عَلَيْهِنَّ مِنْ عِدَّةٍ تَعْتَدُّوْنَهَا فَمَتِّعُوْهُنَّ وَسَرِّحُوْهُنَّ سَرَاحًا	مسلمانو! جب تم مسلمان عورتون کو اپنے نکاح مین لاؤ پھر اُن کو ہاتھ لگانے سے پہلے طلاق دیدو تو عدت (مین بٹھانے) کا تم کو اُن پر کوئی حق نہین ہے کہ عدت کی (اُن سے)

جمیلہ

گنتی پوری کرائی جاوے تو ایسی صورت مین اُن کو کچھہ دے دلاکر خوش اسلوبی کیساتھہ رخصت کردو۔

عدت مین عورت پر یہ بہی لازم ہے کہ کسیطرح کی زینت و آرائش نہ کرے حدیث شریف ہے :-

عَنْ اُمِّ عَطِيَّةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تُحِدُّ اِمْرَاَةٌ عَلٰى مَيِّتٍ فَوْقَ ثَلَاثٍ اِلَّا عَلٰى زَوْجٍ اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ وَّعَشْرًا وَلَا تَلْبَسُ ثَوْبًا مَصْبُوْغًا اِلَّا ثَوْبَ عَصْبٍ وَلَا تَكْتَحِلُ وَلَا تَمَسُّ طِيْبًا اِلَّا اِذَا طَهُرَتْ نُبْذَةً مِنْ قُسْطٍ اَوْ اَظْفَارٍ۔ وَزَادَ اَبُوْدَاؤُدَ وَلَا تَخْتَضِبُ +

روایت ہے ام عطیہ رضی اللہ عنہا سے اونہون نے کہا کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سوگ نہ کرے عورت کوئی کسی مردے پر زیادہ تین دن سے مگر خاوند پر چار مہینے دس دن اور نہ پہنے یعنی عدت مین رنگین کپڑا مگر کپڑا عصب کا اور نہ سرمہ لگاوے اور نہ خوشبو ملے مگر جب کہ پاک ہووے ایام ماہواری سے تو کچھہ استعمال کرنا قسط یا اظفار کا درست ہے اور زیادہ کیا ابوداؤد نے اور نہ رنگے یعنی بالون کو اور ہاتھون کو مہندی سے

اُسکے علاوہ عورت پر لازم ہے کہ اُسی گھر مین رہے جس گھر مین موت کی خبر پہونچے یا طلاق کی اطلاع ہو البتہ اُس گھر سے باہر جانے یا اُس گھر کو چھوڑنے کی اجازت سخت مجبوری کی حالت مین ہے +

ترکہ

خاوند کے مرنے کے بعد جس قدر جائداد اس کی ہوتی ہے اسمین سے عورت کا مہر اگر ادا نہ کیا گیا ہو یا اس کا کوئی جز باقی ہو تو وہ بطور ایک قرضہ کے ہوتا ہے جو مثل اور قرضون کے واجب الادا ہوتا ہے ، اس قرض یا دیگر قرضون کے ادا کرنے کے بعد اگر جائداد باقی رہتی ہے تو پھر ورثا مین تقسیم ہوتی ہے اور زوجہ کو بھی بطور ایک وارث کے اس جائداد مین سے ترکہ پانے کا استحقاق رہتا ہے۔

متوفی کی اولاد ہونے کی صورت مین بیوی کو $\frac{1}{8}$ حصہ ملتا ہے اور اگر اولاد نہ ہو تو $\frac{1}{4}$ حصہ ملے گا۔

اگر عورت مرگئی ہو تو اُسکی اولاد یا دیگر ورثا، جو مستحق ہون جائداد شوہر سے دین مہر پاسکتے ہین لیکن اس صورت مین شوہر بھی حصہ دار ہوتا ہے اگر اولاد نہ ہو یا ہو کر مرگئی ہو تو شوہر کا حصہ $\frac{1}{2}$ ہوتا ہے ورنہ $\frac{1}{4}$ حصہ ہوتا ہے ، ترکہ کے احکام کلام مجید مین نہایت صاف ہین اور ایک پورا رکوع اس بارہ مین موجود ہے۔

يُوصِيكُمُ اللَّهُ فِي أَوْلَادِكُمْ لِلذَّكَرِ
مِثْلُ حَظِّ الْأُنثَيَيْنِ فَإِن كُنَّ
نِسَاءً فَوْقَ اثْنَتَيْنِ فَلَهُنَّ ثُلُثَا مَا
تَرَكَ وَإِن كَانَتْ وَاحِدَةً فَلَهَا
النِّصْفُ وَلِأَبَوَيْهِ لِكُلِّ وَاحِدٍ
مِّنْهُمَا السُّدُسُ مِمَّا تَرَكَ إِن
كَانَ لَهُ وَلَدٌ فَإِن لَّمْ يَكُن لَّهُ وَلَدٌ
وَوَرِثَهُ أَبَوَاهُ فَلِأُمِّهِ الثُّلُثُ
فَإِن كَانَ لَهُ إِخْوَةٌ فَلِأُمِّهِ السُّدُسُ
مِن بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُوصِي بِهَا أَوْ
دَيْنٍ آبَاؤُكُمْ وَأَبْنَاؤُكُمْ لَا تَدْرُونَ
أَيُّهُمْ أَقْرَبُ لَكُمْ نَفْعًا فَرِيضَةً
مِّنَ اللَّهِ إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلِيمًا
حَكِيمًا ۝ وَلَكُمْ نِصْفُ مَا تَرَكَ
أَزْوَاجُكُمْ إِن لَّمْ يَكُن لَّهُنَّ
وَلَدٌ فَإِن كَانَ لَهُنَّ وَلَدٌ فَلَكُمُ
الرُّبُعُ مِمَّا تَرَكْنَ مِن بَعْدِ وَصِيَّةٍ

بتا دیتا ہے تم کو اللہ دربارہ میراث تمہاری
اولاد کے کہ حصہ مرد کا حصہ دو عورتون کے
برابر ہے ، پھر اگر اولاد مین عورتین (یعنی
بیٹیان) ہون دو سے زائد تو اُن کا کُل حصہ
ترکہ مین دو ثلث ہے اور اگر ایک ہی ہو تو
نصف متروکہ اُس کا حصہ ہے اور اوسکے
مان باپ کا ان دونون مین سے ہر ایک کا
متروکہ مین چھٹا حصہ ہے اگر اُس (متوفی)
کی اولاد ہو پھر اگر اُس کے کوئی اولاد نہ ہو
تو اُس کے وارث اُس کے مان باپ ہون
تو اُس کی مان کا تیسرا حصہ ہے ، پھر اگر
اُس کے بھائی ہون تو اُس کی مان کا چھٹا
حصہ ہے بعد وصیت کے جو وہ کر گیا ہو
یا قرض کے ادا کرنے کے بعد اپنے باپون
اور اپنے بیٹون مین سے تم نہین جانتے کہ اُنمین سے
کون تمہارے لئے نفع پہونچانے مین قریب تر ہے
مقرر کر دیا گیا (اُن کا حصہ) اللہ کی طرف سے

يُوصِينَ بِهَآ أَوْ دَيْنٍ ۚ وَلَهُنَّ
الرُّبُعُ مِمَّا تَرَكْتُمْ إِن لَّمْ يَكُن لَّكُمْ
وَلَدٌ ۚ فَإِن كَانَ لَكُمْ
وَلَدٌ فَلَهُنَّ الثُّمُنُ مِمَّا تَرَكْتُم
مِّنْ بَعْدِ وَصِيَّةٍ تُوصُونَ
بِهَآ أَوْ دَيْنٍ ۗ وَإِن كَانَ رَجُلٌ
يُورَثُ كَلَالَةً أَوِ امْرَأَةٌ وَلَهُ أَخٌ أَوْ
أُخْتٌ فَلِكُلِّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا
السُّدُسُ ۚ فَإِن كَانُوا أَكْثَرَ
مِن ذَٰلِكَ فَهُمْ شُرَكَآءُ فِي
الثُّلُثِ مِنْ بَعْدِ وَصِيَّةٍ
يُوصَىٰ بِهَآ أَوْ دَيْنٍ غَيْرَ مُضَآرٍّ ۚ
وَصِيَّةً مِّنَ اللَّهِ ۗ وَاللَّهُ عَلِيمٌ
حَلِيمٌ ۝

بے شک اللہ جاننے والا حکمت والا ہے"
اور تمہارے لئے نصف حصہ ہے تمہاری
جورؤں کے متروکہ مین اگر اُن کے کوئی
اولاد نہ ہو پھر اگر اُن کے اولاد ہو تو
تمہارا چوتھائی حصہ ہے اُن کے متروکہ مین
وصیت کے جو وہ کرگئی ہون یا قرض کے
ادا کرنے کے بعد"

اور اُن کے لئے چوتھائی حصہ ہے تمہاری
متروکہ مین اگر تمہارے کوئی اولاد نہ ہو
پھر اگر تمہارے اولاد ہو تو اُن کے لئے
آٹھوان حصہ ہے تمہارے متروکہ مین
وصیت کے جو تم کر گئے ہو یا قرض کے
ادا کرنے کے بعد"

اگر ایک مرد ہو کہ اُس کے ورثہ لینے
والون مین اُس کی اولاد اور باپ کے سوا
اور لوگ ہون یا ایسی ہی کوئی عورت ہو
اور اُس کے وارثون مین ایک بھائی اور

ایک بہن ہو تو ان میں سے ہر ایک کا
چھٹا حصہ ہے، پھر اگر وہ اس سے زیادہ
ہون تو وہ تیسرے حصہ مین شریک ہین
وصیت کے جو وہ کی گئی ہو یا قرض کے
ادا ہونے کے بعد بغیر مضرت پہنچانے کے
مقرر کیا گیا ہے اللہ کی طرف سے اور اللہ جاننے
والا ہے حلم والا "

ذوی القربیٰ

گھر کے تمام تعلقات صرف میان بیوی سے ہی وابستہ نہین ہین
بلکہ اُن تعلقات کے سلسلہ مین وہ اقربا اور اعزا بھی شامل ہین
جن کی خدمت اور خبر گیری مرد یا عورت کے ذمہ عائد ہوتی ہے۔
اولاد بالعموم دونونکی متاع مشترکہ ہے جس کی قدرتی محبت
دونون کے دل مین ہوتی ہے اور اُس کے متعلق والدین کے جو فرائض
ہین وہ اس قدر صاف ہین کہ محتاج بیان نہین لیکن بعض خاندانون

سوتیلی اولاد سے بھی سابقہ پڑتا ہے اگر ایسی اولاد پہلی بی بی سے ہے تو موجودہ بی بی کو اگرچہ اُس کے ساتھہ قدرتاً الفت نہین ہوسکتی لیکن اُس کا فرض ہے کہ وہ حقوق العباد اور خاوند کی خوشی کے خیال سے اُس کے ساتھ محبت کرے کیونکہ خداوند کریم نے اُس کو باپ کی دولت وثروت مین حصہ دار اور مستحق بنایا ہے اسی طرح اگر عورت کے پہلے خاوند سے کوئی اولاد ہے اور وہ قابل پرورش ہے تو اگرچہ وہ موجودہ خاوند کی دولت و آمدنی مین کوئی استحقاق نہین رکھتی لیکن عورت کی خوشی اور استحسان کے خیال سے اُس کی پرورش کرنی چاہیئے اس کے علاوہ عورت کو حق حاصل ہے کہ وہ اپنے مہر اور نان ونفقہ سے ایسی اولاد کی پرورش کرے۔

اسلام مین ایسی بہت سی مثالین ہین کہ آنحضرت صلعم اور صحابہ کرام نے اُسی محبت و شفقت کے ساتھہ جو اپنی صلبی اولاد کے ساتھ ہوتی ہے ایسی اولاد کی پرورش کی ہے، آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا ہر فعل مسلمانون کے لئے ایک سُنت اور صحابہ کرام کا ہر ایک کام ایک نمونہ عمل ہے۔

اب ذرا غور سے دیکھو کہ مندرجہ بالا قسم کی اولاد کے ساتھہ عورت و مرد کی محبتین گھر مین کس قسم کی مسرت پیدا کرتی ہین اور زوجین مین کس طرح محبت بڑہنے کا باعث ہوتی ہین ✣

تعلقات عزیزداری مین والدین اور ذوی القربےٰ کا خیال رکھنا،

اُنکی خبر گیری کرنا اور اُن کی خدمت بجا لانا بھی فرائض مین داخل ہے والدین جو ہزارون تکلیفین اُٹھا کر اولاد کی پرورش کرتے ہین اس بات کا حق رکھتے ہین کہ اولاد اُن کی خدمت بجا لائے اور جب وہ اپنی دولت اور کمائی کا بڑا حصہ اولاد کی پرورش مین صرف کرتے ہین تو ان کا استحقاق ہے کہ وہ اولاد کی کمائی اور دولت سے بھی فائدہ اُٹھائین :۔

عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ اَنَّ رَجُلًا اَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اِنَّ لِيْ مَالًا وَّ اَنَّ وَالِدِيْ يَحْتَاجُ اِلٰى مَالِيْ قَالَ اَنْتَ وَمَالُكَ لِوَالِدِكَ اِنَّ اَوْلَادَكُمْ مِنْ اَطْيَبِ كَسْبِكُمْ كُلُوْا مِنْ كَسْبِ اَوْلَادِكُمْ۔

(ابوداؤد وابن ماجة)

عمرو بن شعیب اپنے باپ سے اور وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہین کہ ایک شخص نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین حاضر ہو کر عرض کیا کہ میرے پاس مال ہے اور میرا باپ میرے مال کا حاجتمند ہے، فرمایا تو اور تیرا مال دونون تیرے باپ کی ملک ہین۔ (زان بعد حاضرین کی طرف روے سخن کر کے فرمایا) کہ تمھاری اولاد تمھاری پاک اور حلال کمائی ہے (تو) تم اپنی اولاد کی کمائی مین سے بے دغدغہ کھاؤ)

والدین کی اطاعت، فرمان برداری اور خدمت جس درجہ اولاد پر فرض ہے اور اعزا و اقربا کے ساتھ جیسے حسن سلوک اور مودت و محبت کی ترغیب و تاکید کی گئی ہے اس کا اندازہ قرآن حکیم اور احادیث نبوی سے بخوبی ہوتا ہے۔

اس سلسلہ مین یہ امر بھی غور کرنے کے قابل ہے کہ خداوند کریم کے نزدیک والدین کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آنا اس درجہ وقیع ہے کہ جہان اُس نے اپنی عبادت کرنے شرک وفسق سے بچنے اور نماز روزہ زکوۃ کے ادا کرنے کا حکم دیا ہے وہین والدین کے ساتھ احسان کرنے کی بھی ہدایت فرمائی ہے :-

وَاعْبُدُوا اللّٰهَ وَلَا تُشْرِكُوا بِهٖ شَيْئًا وَّبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا وَّبِذِي الْقُرْبٰى وَالْيَتَامٰى وَالْمَسَاكِيْنِ وَالْجَارِ ذِي الْقُرْبٰى وَالْجَارِ الْجُنُبِ وَالصَّاحِبِ بِالْجَنْۢبِ وَابْنِ السَّبِيْلِ وَمَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ مَنْ كَانَ مُخْتَالًا فَخُوْرًا ۝

اور اللہ ہی کی عبادت کرو اور اُس کے ساتھ کسی چیز کو شریک مت ٹھیراؤ اور مان باپ اور قرابت والون اور یتیمون اور محتاجون اور قرابت والے پڑوسیون اور اجنبی پڑوسیون اور پاس کے بیٹھنے والون اور مسافرون اور جو لونڈی غلام تمہارے قبضہ مین ہین ان سب کے ساتھ سلوک کرتے رہو اللہ اُن لوگون کو دوست نہین رکھتا جو اترائین اور بڑائی مارتے پھرین ۔

وَوَصَّيْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ حُسْنًا وَاِنْ جَاهَدَاكَ لِتُشْرِكَ بِيْ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ فَلَا تُطِعْهُمَا ۝

اور ہم نے انسان کو اپنے مان باپ کے ساتھ اچھا برتاو کرنے کا حکم دیا اور یہ بھی سمجھا دیا کہ اگر مان باپ تیرے درپے ہون کہ تو کسی کو ہمارا شریک ٹھیرائے جس (کے شریک خدا

ہونے) کی تیرے پاس کوئی معقول دلیل ہے ہی نہین تو (اس بات مین) اُن کا کہا نہ ماننا "

وَبَرًّا بِوَالِدَيْهِ وَلَمْ يَكُنْ جَبَّارًا عَصِيًّا ۝

اور اپنے والدین کے خدمت گزار (بھی) تھے اور سخت گیر (اور) خود سر نہ تھے "

وَأَوْصَانِي بِالصَّلَاةِ وَالزَّكَاةِ مَا دُمْتُ حَيًّا وَبَرًّا بِوَالِدَتِي وَلَمْ يَجْعَلْنِي جَبَّارًا شَقِيًّا ۝

اور مجھکو حکم دیا کہ جب تک زندہ رہون نماز پڑھون اور زکوۃ دون اور نیز مجھکو اپنی ماں کا خدمت گزار بنایا اور مجھکو سخت گیر اور بدراہ نہین کیا "

یہی نہین کہ احسان کی ہدایت کی گئی ہو بلکہ ادب اور نرمی سے بات کرنے کی بھی تاکید کی گئی ہے :-

وَقَضَىٰ رَبُّكَ أَلَّا تَعْبُدُوا إِلَّا إِيَّاهُ وَبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا ۚ إِمَّا يَبْلُغَنَّ عِنْدَكَ الْكِبَرَ أَحَدُهُمَا أَوْ كِلَاهُمَا فَلَا تَقُلْ لَهُمَا أُفٍّ وَلَا تَنْهَرْهُمَا وَقُلْ لَهُمَا قَوْلًا كَرِيمًا ۝

اور (اے پیغمبر) تمھارے پروردگار نے حکم قطعی دے دیا ہے کہ (لوگو!) اُس کے سوا کسی کی عبادت نہ کرنا اور والدین کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آنا (اے مخاطب) اگر والدین مین کا ایک یا دونون تیرے سامنے بڑھاپے کو پہنچین تو اُن کے آگے ہون بھی نکر

اور نہ اُن کو جھڑکنا اور ان سے (کچھہ) کہنا (سننا ہو تو) ادب کے ساتھہ کہنا (سننا) ۔

ان کے ساتھہ خاکساری کرنے اور ان کے لئے دعاے مغفرت اور رحمت کے مانگنے کی ان الفاظ مین ہدایت کی گئی ہے :-

وَاخْفِضْ لَهُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحْمَةِ وَقُلْ رَّبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيَانِي صَغِيرًا ٥

اور (اے شخص) محبت سے خاکساری کا پہلو اُن کے (یعنی ماں باپ کے) آگے جھکاے رکھنا اور (اُن کے حق مین) دعا کرتے رہنا کہ اے میرے پروردگار جس طرح اُنہون نے مجھے چھوٹے سے کو پالا ہے (اور میرے حال پر رحم کرتے رہے ہین) اسطرح تو بھی ان پر (اپنا) رحم کیجیو ۔

والدین کے بعد زیادہ تر جو قریبی عزیز ہوتے ہین اُن کی تفصیل کی کوئی حاجت نہین ہے ان کی نسبت صرف ذیل کی ایک ہی حدیث کو پڑھ لینا چاہئے "حضرت ابو ہریرہ کہتے ہین کہ ایک شخص نے کہا یا رسول اللہ اس بات کا حقدار کون ہے کہ جس کے ساتھہ مین سلوک کرون فرمایا تیری ماں عرض کیا، پھر کون فرمایا تیری ماں عرض کیا پھر کون، فرمایا تیری ماں، اوس نے عرض کیا پھر کون، فرمایا تیرا باپ ، اور ایک روایت مین ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے

فرمایا تیری ماں (یعنی اپنی ماں سے سلوک کر) پھر تیری ماں، پھر تیری ماں، پھر تیرا باپ، پھر جو تجھ سے زیادہ قریب کا رشتہ رکھتا ہو۔"

اسی طرح ایک اور حدیث بھی ترمذی شریف مین ہے کہ آن حضرت نے تین دفعہ ماں کے ساتھہ اور پھر باپ کے ساتھہ سلوک کرنے کے بعد پھر جو زیادہ قریب ہو اُس کے ساتھہ سلوک کرنے کی ہدایت فرمائی ہے۔

ترمذی شریف مین ایک حدیث حضرت ابن عمر سے مروی ہے کہ ایک شخص نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس آکر عرض کیا کہ یا رسول اللہ مین ایک بڑے گناہ کا مرتکب ہوگیا ہون تو کیا میرے لئے توبہ ہے، فرمایا کیا تیری ماں زندہ ہے عرض کیا نہین، فرمایا تیری خالہ موجود ہے، کہا ہان، فرمایا "اُس کے ساتھہ سلوک کر"۔

اب اس حدیث سے یہ نتیجہ اخذ کرنا چاہئے کہ خالہ کے ساتھہ سلوک کرنے کی اس لئے ہدایت کی گئی کہ وہ خوش ہو کر گناہ کے بخشے جانے کی خدا سے دعا کرے اور اس کے ساتھہ جو ماں کی طرح ہو صلہ رحمی کرنا کفارۂ گناہ کا موجب ہوگا بدقسمتی سے مسلمانون کی تمام خوبیان ایک ایک کرکے رخصت ہوتی جاتی ہین اور اُن کی جگہہ خرابیان آتی جاتی ہین یہی حالت رشتہ داری کے تعلقات کی بھی ہے، اگر ایک بھائی دولت مند یا آسودہ حال ہے

اور دوسرے بھائی غریب ہین یا کسی کے والدین غیر مستطیع ہین تو اول تو خود اس آسودہ حال شخص کو ہی ان کی پروا نہین ہوتی پھر اگر بیوی بھی بدمزاج یا سسرال والون سے متنفر ہو تو اُن لوگون کی زندگی جن کے حفظِ حقوق کے متعلق اس طرح کے احکام ہین جو اوپر بیان ہوے ہین نہایت بیکسی اور ذلت کی زندگی ہو جاتی ہے مگر یہ دونون یعنی شوہر اور بیوی نہ دنیا کا لحاظ کرتے ہین نہ آخرت کے اُس عذاب سے ڈرتے ہین جو ان اعمال کے باعث اس عالم مین ان پر نازل ہوگا۔

والدین اور اعزہ کے ساتھ حسن سلوک اور مودت ومحبت وہ حقوق ہین جو خداوند کریم نے اولاد پر اور دوسرے اعزہ پر مقرر کئے ہین ان حقوق کے ادا نہ کرنے کی بابت خواہ دنیاوی قوانین مین کوئی چارہ کار نہ ہو لیکن جو لوگ حشر ونشر پر ایمان اور روز محشر کی باز پرس پر یقین رکھتے ہین وہ ضرور سمجھتے ہین کہ اس کا اس دنیا مین نہ سہی اُس دنیا مین چارہ کار ہے اگر بیوی کے اثر سے اُس کا خاوند ان حقوق کو ادا کرنے سے مجبور ہو تو آخرت مین اس کا بار ان دونون پر پڑے گا، البتہ اگر بیوی اپنی ملک وجائداد مین سے اپنے اعزہ کے حقوق ادا کرنے چاہے اور خاوند مانع ہو تو چونکہ خاوند کی اطاعت سب پر مقدم ہے اس لئے عورت تو گنہگار نہ ہوگی مگر خاوند معصیت مین مبتلا ہو جائے گا پس اس معاشرتی زندگی مین گھر کی مسرت

وبرکت اور خداوند کریم کی رحمت کا بہت بڑا انحصار والدین اور اعزہ کے ساتھ حسن سلوک پر مبنی ہے۔

عموماً ساسین جب اپنے بیٹے کا گھر بار کرتی ہین تو وہ اس بات کو فراموش کر جاتی ہین کہ وہ بھی کبھی "بہو" تھین اور بہوئین کبھی اس بات کو خیال مین نہین لاتین کہ ایک دن وہ بھی ساس بنین گی، پس یہی فراموشی اور بے خیالی ساس بہوؤن کے فساد کی جڑ ہوتی ہے، جو عورتین عقلمند ہوتی ہین وہ سمدھیانے سسرال اور میکے کے جھگڑون کو پاس نہین آنے دیتین اور کوئی بات ایسی نہین کرتین کہ نزاع برپا ہو نزاعات کے برپا نہ ہونے اور انسداد کا سب سے بہتر ذریعہ یہی ہے کہ گھر کے ہر شخص کو ایک دوسرے کے مرتبہ اور حق کا خیال رکھنا چاہیئے اور اُن حدود سے تجاوز نہین کرنا چاہیئے جو خداوند کریم نے مقرر کیئے ہین۔

تِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ فَلَا تَعْتَدُوْهَا وَمَنْ يَّتَعَدَّ حُدُوْدَ اللّٰهِ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ۝	یہ اللہ کی باندھی ہوئی حدین ہین تو اُن سے آگے مت بڑھو اور جو اللہ کی باندھی ہوئی حدون سے آگے بڑھ جائین تو یہی لوگ برناحق ہین ؂

۹-س ۱۷۳۶۳

آخری درج شدہ تاریخ پر یہ کتاب مستعار
لی گئی تھی مقررہ مدت سے زیادہ رکھنے کی
صورت میں ایک آنہ یومیہ دیرانہ لیا جائے گا۔

22 DEC 1955

(۲۸۹۱)